بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بدر

قادیان

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے۔

جلد ۹ | ۴ ماہ تبلیغ ۱۳۳۹ ہش | ۶ شعبان ۱۳۷۹ھ | ۴ فروری ۱۹۶۰ء | نمبر ۵

اخبار احمدیہ

قادیان یکم فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی البتہ الفضل میں ۳۰ جنوری کی شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی والحمد للہ۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۳۰ جنوری حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی آج آٹھ بجے رات کی گاڑی پاکستان سے واپس تشریف لے آئے۔ آپ ۲۴ دسمبر کو ربوہ کے جلسہ میں شمولیت اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی خاطر پاسپورٹ پر تشریف لے گئے تھے۔

قادیان یکم فروری محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال تاحال ربوہ سے واپس تشریف نہیں لائے اللہ تعالیٰ سب کو خیریت سے رکھے اور بسلامت واپس لائے۔ آمین۔

ربوہ کی مقدس بستی میں اسلام و احمدیت کے ستر ہزار فدائیوں کا

عظیم الشان اجتماع

جلسہ سالانہ کے اہم کوائف اور سہ روزہ اجلاسات کی مختصر روئداد

ربوہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں جلسہ سالانہ ربوہ کی مقدس سرزمین میں ۲۲ جنوری سے ۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء تک تین روز جاری رہنے کے بعد نہایت کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اس عظیم الشان جلسہ میں پاکستان کے طول و عرض سے آئے ہوئے ہزارہا فرزندانِ احمدیت کے علاوہ مشرق وسطیٰ۔ یورپ۔ افریقہ اور مشرق بعید کے متعدد احمدی احباب نے بھی شریک ہو کر جلسہ کی برکتوں اور افضال سے مستفید ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اس طرح امسال مختلف ملکوں قوموں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے اسلام و احمدیت کے قریباً ستر ہزار فدائی جن میں مرد عورتیں بچے سب شامل تھے اس مبارک موقعہ پر خدائے واحد کے نام کی تقدیس بلند کرنے کے لئے ربوہ کی مقدس سرزمین میں جمع ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

— — —

دسمبر کے آخری ایام کی طرح ان ایام میں دفاتر تعلیمی اداروں میں تعطیلات کی سہولت میسر نہ ہونے کے باعث امسال سکولوں اور کالجوں کے طلبار اور دفاتر میں کام کرنے والے احباب پوری تعداد میں نہ آسکے تھے پھر بھی اس موقعہ پر اس قدر کثیر تعداد میں احباب کا تشریف لے آنا خدائی تائید و نصرت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

— — —

بیرون ممالک سے تشریف لانے والے احباب میں سے محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نائب صدر عالمی عدالت انصاف ہیگ نے ہالینڈ سے برادر عبد الحکیم نیکولسکی نے مغربی جرمنی سے السید محمد صبح اللہ الشبوطی اور ان کے بھائی السید سلطان محمد الشبوطی نے عدن سے مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب نے امریکہ سے مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے مشرقی افریقہ سے اور کئی اور احباب نے دوسرے ممالک سے تشریف لا کر اس بابرکت جلسے میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ علاوہ ازیں مغربی جرمنی نیز مشرقی افریقہ کے علاقے کینیا۔ ٹانگانیکا اور ماریشس اور مغربی افریقہ کے ممالک گھانا اور سیرالیون نیز انڈونیشیا۔ جزائر فجی چین اور بھارت وغیرہ کے بہت سے احمدی احباب جو ان ممالک کے ہی رہنے والے ہیں اس جلسے میں شریک تھے۔ ان میں سے بالخصوص جرمن نوجوان جناب دتلف خالد اپنے پاکستانی لباس کی وجہ سے اور گھانا کے جناب عبد الوہاب بن آدم اپنے شاندار قومی لباس کے باعث جو Kente cloth کے نام سے موسوم ہے خاص پر نمایاں نظر آرہے تھے۔ جرمنی کے دوسرے نومسلم احمدی برادر ناصر نکولسکی نے جلسے کے متعدد مناظر پر مشتمل رنگین سلائڈز بنانے کے لئے اپنے بیش قیمت کیمروں کی مدد سے بے شمار فوٹو اتارے۔ آپ جرمنی واپس جا کر یہ سلائڈز میجک لینٹرن کے ذریعہ وہاں کے نومسلم احمدی احباب کو دکھائیں گے۔

— — —

جلسے کے مبارک ایام میں روح پرور تقاریر سننے کے علاوہ احباب جماعت نے راتوں کی خاموش گھڑیوں میں مسجد مبارک میں خاص التزام کے ساتھ نماز تہجد بھی ادا کی۔ دنیا میں غلبہ اسلام اور حضرت اقدس کی صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے نہایت درد اور الحاح اور سوز و گداز کے ساتھ اجتماعی دعائیں کی گئیں۔ نظارت اصلاح و ارشاد کے زیر اہتمام بعد نماز فجر مسجد مبارک میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کا قرآن مجید کا درس جاری رہا۔ مسلسل علالت اور ضعف کے باوجود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسے کے پہلے روز خود جلسہ گاہ میں تشریف لا کر ایک روح پرور خطاب اور پُرسوز اجتماعی دعا سے جلسے کا افتتاح فرمایا۔ نیز جلسے کے آخری روز بھی نماز ظہر کے بعد تشریف لا کر ایک پُرمعارف اور ایمان افروز تقریر ارشاد فرمائی۔ اور جماعت کو نہایت بیش قیمت اور زریں ہدایات سے نوازنے اور اجتماعی دعا کرانے کے بعد احباب جماعت کو جلسے کے اختتام پر اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

— — —

ان ایام میں علالت طبع کے باوجود حضور نے بیرونی جماعتوں کے احباب کو شرفِ زیارت و شرفِ ملاقات سے نوازا۔ نیز حضور ان ایام میں جلسے کے انتظامات سے متعلق منتظمین سے رپورٹیں طلب فرما کر انتظامات کی عمومی نگرانی بھی فرماتے رہے۔ اور منتظمین کو زریں ہدایات سے نوازتے رہے۔

— — —

مہمانانِ کرام کے قیام و طعام کے جملہ انتظامات کے سلسلہ میں حسب معمول اس دفعہ بھی افسر جلسہ سالانہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے متعدد نائب منتظمین اور خادموں اور احباب ربوہ کے تعاون سے اس اہم کام کو بخیر و خوبی سرانجام دیا! اہالیان ربوہ جن میں مرد عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں ان ایام میں شب و روز باہر سے آنے والے احباب کی خدمت کرنے میں مصروف رہے۔

— — —

احباب جماعت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطابات سے فیضیاب ہونے کے علاوہ اسلام کی حقانیت قرآن مجید کی فضیلت اور احمدیت کی صداقت پر علماء سلسلہ اور جماعت کے دیگر نامور اہلِ علم حضرات کی ایمان افروز تقاریر سے مستفید ہوئے۔ جماعت کی یہ انتہائی خوش قسمتی تھی کہ اس مرتبہ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے پہلی مرتبہ ذکر حبیب کے موضوع پر احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق ایمان افروز واقعات پر مشتمل اپنا نہایت پُرمعارف اور بیش قیمت مضمون علالت طبع کے باوجود خود تشریف لا کر نہایت پُردرد اور پُراثر لہجے میں پُرشوکت آواز میں پڑھ کر سنایا۔ جس سے احباب پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی۔ اور ایک عجیب روحانی کیف و سرور سے بہرہ یاب ہوئے۔

الغرض یہ جلسہ سالانہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ اور مسیح پاک کے ہزارہا پروانوں نے یہ ایام خالص روحانی ماحول میں اسلام و احمدیت کی حقانیت پر تقاریر سننے اور غلبہ اسلام کے لئے

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

درود شریف ... دلائل ... میں ظاہر کر نے
کی ... علیہ ... ذالک

(ملخص از الفضل ۲۷ ...)

سہ روزہ اجلاسات کی مختصر رُوئداد

افتتاح | مورخہ ۲۲ر جنوری بروز جمعۃ المبارک ساڑھے دس بجے صبح کے قریب جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لاتے تو جلسہ گاہ میں موجود احباب نے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، خلیل عمر زندہ باد کے پُرجوش نعرے لگا کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور ایدہ اللہ کے اسٹیج کے وسط میں صدر کی جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ بعد ازاں حضور نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے احباب جماعت کو ایک ایمان افروز خطاب سے نوازا جس میں حضور نے اس امر پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر جلسہ سالانہ کے مبارک موقعہ پر احباب جماعت کو ربوہ میں جمع ہونے اور خدا اور اس کے رسول کے نام کی تقدیس بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائی نیز حضور نے احباب جماعت کو نہایت اہم اور زریں ہدایات سے نوازتے ہوئے تلقین فرمائی کہ وہ اپنی نسلوں کے اندر اسلام اور احمدیت کی محبت پیدا کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ساری دنیا پر لہرانے لگے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ایمان افروز خطاب قریباً پونے گھنٹے تک جاری رہا جسے احباب جماعت نے نہایت توجہ اور گہرے انہماک کے ساتھ کمال درجہ استغراق کے عالم میں سنا۔ آخر میں حضور نے اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔

پہلا اجلاس

تعلق باللہ | حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تشریف لے جانے کے بعد جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ سابق صوبہ پنجاب کی صدارت میں شروع ہوئی سب سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے تعلق باللہ پر ایک نہایت عالمانہ اور ایمان افروز تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے تعلق باللہ کے مفہوم اس کی اہمیت اور اس کے حصول کے ذرائع پر نہایت احسن پیرایہ میں روشنی ڈالی۔ اور ہر موقعہ پر قرآن مجید کی آیات اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُر معارف تحریرات پیش کر کے اس اہم اور بنیادی مضمون کے ہر پہلو کو نہایت مدلل ... واضح کیا۔

طوفانِ نوح | بعد ازاں عالمانہ تقریر محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری نے "طوفانِ نوح" کے موضوع پر فرمائی۔ جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ایک نئے انداز میں بڑی عمدگی سے پیش فرمایا تقریر کے آغاز میں آپ نے قرآن مجید کی روشنی میں "طوفانِ نوح" کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا۔ اس کے موجبات پر روشنی ڈالی خدائی انذار کے بعد ظاہر ہونے والے حوادث کی غرض بتائی کہ تا غافل اور نافرمان لوگ اصلاح کی طرف مائل ہوں۔ اسی سلسلہ میں آپ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی حقیقۃ الوحی میں مندرج مشہور پیشگوئی کا تفصیلاً ذکر کیا اور بتایا کہ اس انذار کے بعد سے دنیا کے ہر حصے میں زبردست طوفان اور سیلاب آ چکے ہیں اور ان کا سلسلہ ابھی برابر جاری ہے۔ اس کے ثبوت میں آپ نے متعدد اخبارات کے حوالے پیش کئے اور بتایا کہ یہ طوفان اور سیلاب انتہائی غیر معمولی نوعیت کے حامل ہیں اور اہل دنیا انہیں خود طوفانِ نوح سے تعبیر کرتے چلے آ رہے ہیں۔

تقریر کے آخر میں آپ نے واضح کیا کہ یہ حوادث آسمانی پیشگوئیوں کے مطابق دنیا کو تباہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اسے خدا کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں لوگوں کی انتہائی مایوس کن حالت کے باعث مکمل تباہی ہوئی تھی۔ لیکن موجودہ زمانے کے حوادث اگرچہ اپنی نوعیت میں عالمگیر ہیں لیکن خدا دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے رو بہ اصلاح ہو کر اس کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائیں اس لئے وہ اپنے بندوں پر رحم فرما رہا ہے اور انہیں بار بار جگا رہا ہے تا وہ غفلت کی زندگی سے باز آ کر اپنی زیست کے حقیقی مقصد کی طرف متوجہ ہوں۔

دوسرا اجلاس

پہلے دن کا دوسرا اجلاس بعد نماز جمعہ وعصر دو بجے زیر صدارت محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے شروع ہوا۔ اجلاس سے قبل خطبہ جمعہ مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عبادات | تلاوت ونظم کے بعد اس اجلاس میں پہلی تقریر محترم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور عبادات پر فرمائی۔ آپ نے نہایت دلکش انداز میں بتایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل مختلف مذاہب کا عبادت کے متعلق کیا نقطۂ نظر تھا۔ حضور نے مبعوث ہو کر اس نقطۂ نظر میں کیا اصلاح فرمائی اور پھر کس طرح نسل انسانی کو روحانی انعامات اور فیوض الٰہی سے متمتع کرتے ہوئے بلند سے بلند مقام تک پہنچانے چلے گئے محترم میاں صاحب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادات کو نہایت موثر رنگ میں پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح آپ کی حیات طیبہ کا ہر لمحہ عبادت میں شامل تھا۔ آپؐ کی راتیں اور آپؐ کے دن ذکر الٰہی سے معمور رہتے۔ آپ کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے بندوں کے ساتھ محبت و شفقت کو ظاہر کرتا تھا۔ غرض آپؐ کی بعثت نے عبادات کے متعلق نظریات میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا جس کی بدولت انسان کے لئے روحانی ترقی اور کمالات کے غیر محدود راستے کھل گئے۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علے ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

جماعت احمدیہ کی علمی خدمات | دوسری تقریر مکرم مولانا عبدالمالک صاحب فاضل مربی سلسلہ نے جماعت احمدیہ کی علمی خدمات پر کی۔ آپ نے اپنی فاضلانہ تقریر کے شروع میں بتایا کہ جماعت احمدیہ قرآن کریم کے علوم کو اجاگر کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے۔ لہٰذا جماعت کی علمی خدمات بھی قرآنی علوم ہی کے گرد چکر لگاتی ہیں۔ چنانچہ وقت کی رعایت سے فاضل مقرر نے مختلف علوم کا ذکر کیا اور ان میں جماعت احمدیہ نے جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں ان کی بعض مثالیں مختصر مگر جامع طور پر پیش فرمائیں۔ مثلاً آپ نے علم العقائد کا ذکر کیا اور بتایا کہ مغربی مستشرقین اور فلاسفروں کے ہستی باری تعالےٰ سے انکار کے خیالات کے نتیجہ میں ہستی باری تعالےٰ کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں مثلاً مسئلہ تثلیث، روح و مادہ کو ازلی ابدی سمجھنا یا خدا تعالےٰ کی صفت متکلم کو اب معطل خیال کرنا وغیرہ جملہ عقائد ایسے تھے جن کی حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اصلاح فرمائی۔ علم القرآن کے میدان میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے کارہائے نمایاں کے سلسلہ میں براہین احمدیہ کی تصنیف کا ذکر کیا جس کے متعلق مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی لکھا کہ اس کتاب کے ذریعہ آپؑ نے قرآن کریم کی جو خدمت کی ہے اس کی نظیر گذشتہ تیرہ سو سال میں نہیں ملتی۔ علم الحدیث کے میدان میں حدیث کے صحیح مقام اور درجہ کو ظاہر کیا جس سے حدیث کی اہمیت اور عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح علم الاخلاق میں علم الکلام، علم التاریخ وغیرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بلند پایہ تصانیف میں مذکورہ علوم کا ذکر کیا۔ اسی طرح آپ نے علم الاقتصاد کے میدان میں بھی جو جماعت احمدیہ نے خاص خدمات سرانجام دی ہیں ان کا ذکر کیا اور بتایا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے مزدور اور سرمایہ دار کی کشمکش کو مٹانے اور بین الاقوامی امن کے قیام کے لئے قرآن مجید میں سے ایسے اصول پیش فرمائے جو اس معاملہ میں حرف آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور جن کے متعلق خود مغربی مفکرین نے یہ اعتراف کیا کہ ان اصولوں پر عمل کئے بغیر ہم دنیا میں حقیقی امن قائم نہیں کر سکتے۔

اس طرح بہت سے اہم اور قیمتی حوالے پیش کر کے ہر امر کو ناقابل تردید دلائل کے ساتھ واضح کیا۔ آپ کی تقریر کے ساتھ پہلے دن کا دوسرا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(ملخص از الفضل ۲۸، ۲۹ جنوری ۱۹۶۰ء)

(باقی)

درخواستہائے دعا

۱۔ روحانی اور جسمانی اور مالی تکالیف کے رفع ہونے کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

عبدالحمید ٹاک سرپنچ یاڑی پورہ (کشمیر)

۲۔ میرے داماد ایک مصیبت میں پھنس گئے ہیں ان کی بریت کے لئے احباب کرام سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار سید ظہیر الحق
از جمشید پور

۳۔ میرے ایک عزیز احمدی دوست خواجہ حبیب اللہ صاحب کو سرینگر کے دو لڑکوں کا امتحان اپریل میں ہونے والا ہے۔ اسی طرح میری دو بھانجیوں میٹرک اور مڈل کا امتحان دینے والی ہیں۔ سب کی امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار
ملک عبدالکریم آسنوری
حال مقیم قادیان

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرو اور اس سے ہر قسم کے روحانی علوم حاصل کرنے کی کوشش کرو

دنیا میں وہی جماعت اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتی ہے جس کے افراد اپنے دلوں میں محبت الٰہی رکھتے ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مخلصین جماعت سے خطاب۔ فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء۔ بمقام قادیان۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ ایک غیر مطبوعہ تقریر ہے۔ جو حضور نے ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء کو قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرمائی۔ اس تقریر میں حضور نے نہایت لطیف پیرایہ میں جماعت کو تعلق باللہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسی طرح بعض تبلیغی سکیموں کا بھی حضور نے اس میں ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور کے ارشادات پر عمل کرنے اور ان کے مطابق اپنے اندر تغیر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (از اخبار الفضل جلد ۲۵ نمبر ۲۲)

فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اگر انسان کو توفیق عطا فرمائی تو وہ

ایک چھوٹے سے چھوٹے لفظ

اور ایک چھوٹے سے چھوٹے اشارہ سے بھی وہ کچھ سمجھ لیتا ہے۔ جو بڑی بڑی کتابوں اور تقریروں سے بھی اسے حاصل نہیں ہوتا۔ یہی وہ مقام ہے جس میں انسان شیطانی حملہ سے کلی طور پر محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور روحانی میدان میں وہ کسی طرح شکست نہیں کھا سکتا۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ یہ بات بیان کی ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم تھے۔ اور آپ ساری عمر ہی درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اور مجھے بھی آپ نے بڑی شفقت اور محبت کے ساتھ پڑھایا۔ اور میری تعلیم کا خاص طور پر خیال رکھا۔ لیکن اصل سبق جو انہوں نے مجھے دیا اور جس کو میں آج تک نہیں بھولا وہ یہ تھا کہ

اللہ تعالیٰ پر توکل

کرکے انسان کو اسی سے علم سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ اپنی ذات میں ایک ایسا نکتہ ہے کہ اس کے لئے میں اُن کا جتنا بھی ممنون ہوں کم ہے اور جتنا بھی اس نصیحت پر عمل کیا جائے تھوڑا ہے۔

مجھے یاد ہے

حافظ روشن علی صاحب اور میں دونوں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے حدیث پڑھا کرتے تھے۔ بعض اور دوست بھی ہمارے اس سبق میں شریک تھے۔ حافظ صاحب کی عادت تھی کہ وہ بات بات پر بال کی کھال ادھیڑنے کی کوشش کرتے اور بڑی سختی سے جرح کرتے تھے۔ ابھی ہم نے بخاری کا سبق شروع ہی کیا تھا۔ اور حضرت دو چار سبق ہی ہوئے تھے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ان کے سوالوں سے تنگ آ گئے۔ وہ سبق کو چلنے ہی نہیں دیتے تھے۔ پہلے ایک اعتراض کرتے اور جب حضرت خلیفہ اول اس کا جواب دیتے تو وہ اس جواب پر اعتراض کر دیتے۔ پھر جواب دیتے تو جواب الجواب پر اعتراض کر دیتے اور اس طرح ان کے سوالات کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ کہتے ہیں خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ میری عمر اس وقت بیس اکیس سال کی تھی اور طبیعت بھی تیز تھی۔ حافظ صاحب کو سوالات کرتے دیکھا تو میں نے خیال کیا کہ میں کیوں پیچھے رہوں۔ چنانچہ چوتھے دن میں نے بھی سوالات شروع کر دیئے۔ ایک دن تو

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

چُپ رہے مگر دوسرے دن جب میں نے بعض سوالات کئے۔ تو آپ نے فرمایا حافظ صاحب کے لئے سوالات کرنے جائز ہیں تمہارے لئے نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا دیکھو تم بڑی مدت سے مجھ سے ملنے والے ہو۔ اور تم میری طبیعت سے اچھی طرح واقف ہو۔ کیا تم کہہ سکتے ہو۔ کہ میں بخیل ہوں۔ یا کوئی علم میرے پاس ایسا ہے جسے میں چھپا کر رکھتا ہوں۔ میں نے کبھی کوئی بات دوسروں سے چھپا کر نہیں رکھی۔ جو کچھ آتا ہے وہ بتا دیا کرتا ہوں۔ اب خواہ تم کتنے اعتراض کرو۔ میں نے تو بہر حال وہی کچھ کہنا ہے جو میں جانتا ہوں۔ اس سے زیادہ میں کچھ بتا نہیں سکتا اب کسی بات کے متعلق

دو ہی صورتیں

ہو سکتی ہیں۔ یا تو جو بات میں نے بتائی ہے وہ معقول ہے تم اسے سمجھے نہیں۔ اور یا پھر جو بات میں نے بتائی ہے۔ وہ غلط ہے اور تمہارا اعتراض درست ہے۔ اگر تو جو کچھ میں نے بتایا ہے وہ غلط ہے۔ تو یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ میں بد دیانتی سے تمہیں دھوکہ دینے کے لئے کوئی بات نہیں کہتا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں اسے صحیح سمجھتے ہوئے ہی کہتا ہوں۔ ایسی صورت میں

خواہ تم کتنے اعتراض کرو

میں تو وہی کچھ کہتے چلا جاؤں گا۔ جو میں نے ایک دفعہ کہا۔ اور اگر میں نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے تو اس پر اعتراض کرنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔ ایسی حالت میں اگر تم اعتراض کرو گے۔ تو اس سے تمہاری طبیعت میں ضد پیدا ہوگی۔ کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے

میری نصیحت یہ ہے

کہ تم سوالات نہ کیا کرو بلکہ خود سوچنے اور غور کرنے کی عادت ڈالو۔ اگر کوئی بات تمہاری سمجھ میں آ جائے۔ تو اسے مان لیا کرو۔ اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو۔ کہ وہ خود تمہیں سمجھائے۔ اور اپنے پاس سے علم عطا فرمائے۔ اس نصیحت کے بعد میں نے پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے کبھی کوئی سوال نہیں کیا۔ کچھ دن گذرے۔ تو آپ نے حافظ صاحب کو بھی ڈانٹ دیا۔ کہ وہ دوران سبق میں سوالات نہ کیا کریں۔

نتیجہ یہ ہوا

کہ ہم نے روزانہ بخاری کا آدھا آدھا پارہ پڑھنا شروع کر دیا۔ بے شک اور علوم بھی ہم پڑھتے تھے۔ بہر حال آدھا پارہ روزانہ تبھی ختم ہو سکتا ہے۔ جب طالب علم اپنے منہ پر مہر لگا لے اور وہ فیصلہ کرلے کہ میں نے اُستاد سے کچھ نہیں پوچھنا۔ جو کچھ وہ بتائے گا اسے سنتا چلا جاؤں گا۔ پس علم حقیقی جو ہر قسم کے

شبہات و وساوس کا ازالہ

کر سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے! اور وہی قوم دنیا میں علم کو وسیع طور پر پھیلا سکتی ہے۔ جس کا خدا تعالیٰ سے ایسا مضبوط تعلق ہو۔ کہ خدا تعالیٰ اسے اپنے پاس سے علم سکھائے۔ اور اس کی ہر مشکل کو دور کرے۔ میں بچہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی زندہ تھے کہ

میں نے ایک نظارہ رؤیا دیکھا

جو میں نے بارہا سنایا ہے۔ مگر وہ رؤیا ایسا ہے کہ اگر میں اُسے لاکھوں دفعہ سناؤں تب بھی کم ہے۔ اور اگر تم اسے لاکھوں دفعہ سنو تب بھی کم ہے پھر اگر تم لاکھوں دفعہ سن کر اس پر لاکھوں دفعہ غور کرو تب بھی اس کی اہمیت کے لحاظ سے یہ کم ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک جگہ کھڑا ہوں۔ مشرق کی طرف میرا منہ ہے کہ یکدم مجھے آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے پیتل کا کوئی کٹورا ہو اور اُسے اُنگلی سے ٹھکور دیں۔ تو اس میں سے ٹن کی آواز پیدا ہوتی ہے جسے بعض اب کٹورا بجا کر کہتے ہیں۔ دھنے کٹورے کو انگلی ماری جائے اور اس میں سے ٹن کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ آواز پھیلنی اور بلند ہونی شروع ہوئی جیسا کہ آوازیں ہمیشہ جو میں پھیلا کرتی ہیں۔ پہلے تو وہ آواز مجھے مدھم ہوئی معلوم ہوئی۔ مگر پھر وہ دور تک پھیلنی شروع ہو گئی۔ جب وہ آواز جو میں پھیلنے لگی۔ تو میں نے

ایک عجیب بات یہ دیکھی

کہ وہ آواز ساتھ ہی ساتھ ایک نظارہ کی شکل میں بدلتی چلی گئی۔ گویا وہ خالی آواز نہ رہی بلکہ ساتھ ہی ایک نظارہ بھی پیدا ہو گیا۔ رفتہ رفتہ آواز بالکل غائب ہو گئی اور صرف نظارہ رہ گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ نظارہ سمٹ سمٹا کر تصویر کا ایک فریم بن گیا۔ اس فریم کو میں حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ عجیب تماشہ ہے کہ پہلے آسمان سے ایک آواز پیدا ہوئی۔ پھر وہ آواز جو میں پھیلی۔ پھیل کر نظارہ بنی اور پھر اس نظارے نے تصویر کے ایک چوکٹھے کی صورت اختیار کر لی۔ اس فریم کی درمیانی جگہ خالی ہے۔ گتے تو لگے ہوئے ہیں مگر تصویر کوئی نہیں۔ میں اس فریم کو حیرت سے دیکھنے لگا کہ یہ بات کیا ہے کہ اس فریم میں کوئی تصویر نہیں۔ مگر ابھی کچھ لمبا وقت نہیں گزرا تھا کہ میں نے دیکھا کہ اس فریم کے اندر ایک تصویر نمودار ہو گئی ہے۔ اس پر میں زیادہ حیران ہوا۔ اور میں نے غور کرنا شروع کیا کہ یہ کس کی تصویر ہے۔ ابھی میں اس پر غور ہی کر رہا تھا کہ

تصویر ہلنی شروع ہوئی

اور پھر تھوڑی دیر کے بعد یکدم اس میں سے ایک وجود کود کر میرے سامنے آ گیا اور اس نے مجھے کہا میں خدا کا فرشتہ ہوں کیا میں تم کو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھاؤں۔ میں نے کہا ہاں تم مجھے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھاؤ۔ اور کیا چاہیئے۔ اس نے کہا تو پھر سنو۔ چنانچہ میں بھی کھڑا ہوں اور وہ بھی۔ اس نے تفسیر بیان کرنی شروع کر دی اور میں اسے سنتا رہا جب

وہ ایاک نعبد وایاک نستعین [illegible] آج تک جس قدر مفسرین [illegible] تفسیریں لکھی ہیں ان سب نے صرف اس آیت تک تفسیر لکھی ہے۔ آگے تفسیر نہیں تھی۔ مجھے خواب میں فرشتہ کی اس بات پر حیرت محسوس ہوتی ہے۔ مگر زیادہ حیرت نہیں۔ جاگتے ہوئے اگر کوئی شخص ایسی بات کہے تو دوسرا فوراً شور مچانے لگ جائے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ مفسرین نے تو سارے قرآن کی تفسیریں لکھی ہیں۔ مگر خواب میں مجھے اس فرشتہ کی اس بات پر حیرت نہیں ہوئی۔ اور

میں سمجھتا ہوں

کہ ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ تمہیں آگے بھی تفسیر سکھاؤں۔ میں نے کہا ہاں سکھاؤ۔ چنانچہ اس نے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک ساری تفسیر سکھا دی اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس وقت مجھے فرشتہ کی سکھائی ہوئی باتوں میں سے دو تین باتیں یاد تھیں۔ لیکن وہ تہجد کا وقت تھا۔ میں بعد میں پھر [illegible] دوبارہ [illegible] [illegible] کوئی بات بھی یاد نہ رہی [illegible] خلیفہ اول رضی اللہ عنہ [illegible] گیا۔ اس وقت حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مجھے طب پڑھایا کرتے تھے۔ بخاری غالباً ابھی شروع نہیں کی تھی یا شاید شروع کی ہوئی ہو (مجھے اب صحیح طور پر یاد نہیں) میں نے آپ سے کہا کہ آج میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

سورہ فاتحہ کی تفسیر

سکھائی گئی ہے۔ چنانچہ میں نے اس رؤیا کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ یہ رؤیا سنتے وقت حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگ گیا جب رؤیا ختم ہوا تو آپ نے فرمایا ان باتوں میں سے کچھ ہمیں بھی سناؤ جو فرشتہ نے تمہیں سکھائی ہیں۔ میں نے کہا وہ باتیں مجھے یاد نہیں۔ مگر چونکہ بعد میں میں سو گیا۔ اسلئے وہ باتیں مجھے یاد نہیں رہیں۔ اس پر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر فرمانے لگے کہ تم نے بڑی غفلت کی کہ

فرشتہ کی سکھائی ہوئی تفسیر

کو بھلا دیا۔ اگر تمہیں ساری رات بھی جاگنا پڑتا تو تمہیں چاہیئے تھا کہ تم جاگتے اور ان باتوں کو لکھ لیتے۔ مگر اس کے بعد تو خواب بدل جایا کرتا ہے۔ اس وقت میرے دل میں بھی ندامت پیدا ہوئی۔ اور سب سے احساس ہوا کہ اگر میں فرشتہ کی بتائی ہوئی باتوں کو لکھ لیتا تو اچھا ہوتا کیونکہ پہلے کسی اور نا میں کی طرف میرا ذہن نہیں جاتا تھا۔ مگر بعد میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا متواتر میرے ساتھ یہ سلوک ہے کہ جب میں سورہ فاتحہ پر غور کروں وہ ہمیشہ

اس سورۃ کے نئے نئے مطالب

مجھ پر کھولتا ہے ابھی گذشتہ سال اللہ تعالیٰ نے اسلام کی اقتصادی سیاسی اور تمدنی ترقی کے متعلق سورہ فاتحہ سے ایک لمبا مضمون مجھے بتایا۔ وہ مضمون اپنی ذات میں اس قدر اہم اور عظیم الشان ہے کہ اگر اس کو پوری طرح سمجھ لیا جائے تو ان تمام مفاسد کو کامیاب طور پر رد کیا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے آج دنیا کو نئی قسم کی مشکلات میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ گویا سورہ فاتحہ صرف روحانی ترقی کے ذرائع ہی بیان نہیں کرتی بلکہ اس میں ہر قسم کے فلسفی سیاسی اور اقتصادی جھگڑوں کے دور کرنے کے ذرائع بھی بیان کئے گئے ہیں اور ایسے طریق بتائے گئے ہیں جن پر چل کر دجال کی ظاہری شان و شوکت کو مٹایا جا سکتا ہے۔ بہر حال ایک لمبے عرصہ سے اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ یہ سلوک چلا آرہا ہے کہ وہ ہمیشہ سورہ فاتحہ کے نئے نئے حقائق مجھ پر روشن فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا کا کوئی اہم مسئلہ نہیں جس کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے میں نے سورہ فاتحہ پر غور کیا اور مجھے اس کا صحیح حل اس سورۃ سے نہ مل گیا ہو جس وقت میں نے یہ رؤیا دیکھا ہے

میری عمر ۱۷ سال تھی

اور اب میری عمر ستاون سال سے گویا چالیس سال اس رؤیا پر گذر چکے ہیں اس چالیس سالہ عرصہ میں کبھی ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ دشمن نے کوئی اعتراض کیا ہو اور اس کا جواب تفصیلی طور پر قرآن کریم سے معلوم نہ ہوا تو اجمالی طور پر سورہ فاتحہ سے نہ مل گیا ہو۔ اور یہ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایسا متواتر اور مسلسل سلوک ہے کہ اس کے خلاف کبھی ایک دفعہ بھی نہیں ہوا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے سورہ فاتحہ پر غور کیا ہو تو اس سے بیسیوں نئے مضامین مجھ پر نہ کھل گئے ہوں۔ بے شک کچھ مضامین ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہمیشہ دہرانے پڑتے ہیں۔ مگر ان مضامین کے علاوہ جب بھی میں نے سورہ فاتحہ پر غور کیا ہے ہمیشہ کچھ نہ کچھ زائد مضامین بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے عطا کئے گئے ہیں

تفسیر کبیر کی پہلی جلد

جب میں نے لکھنی شروع کی تو اس وقت میں چاہتا تھا کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر کو تیس چالیس صفحات میں ہی ختم کر دیا جائے کیونکہ میرا منشاء یہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے تفسیری نوٹوں کے ساتھ جلد سے جلد سارا قرآن کریم شائع کر دیا جائے۔ پس چونکہ ارادہ یہ تھا کہ مختصر نوٹ ہوں۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر کو تیس چالیس صفحات تک ہی محدود رکھا جائے۔ اور چونکہ پرانے مضامین ہی اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ اگر ان کو لکھا جائے تو وہ تیس چالیس صفحات میں نہیں آسکتے اس لئے میں نے سمجھا کہ اس تفسیر کے لئے کسی نئے مضمون کی ضرورت نہیں۔ پرانے مضامین ہی کافی ہیں۔ مگر لکھتے لکھتے مجھے خیال آیا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس وقت بھی کوئی نیا نکتہ سمجھا دے تو یہ اس کا فضل اور احسان ہوگا۔ چنانچہ ادھر

میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی

اور ادھر فوری طور پر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے سورۃ فاتحہ کے چند ایسے نئے نکات سمجھا دیئے جو پہلے کبھی ذہن میں نہیں آئے تھے اور جو نہایت اہم اور اصولی نکتے تھے جن کا سلسلہ اور اسلام کی ترقی کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ چنانچہ میں نے ان نکات کو بھی تفسیر میں درج کر دیا۔ غرض میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ سلوک چلا آرہا ہے کہ وہ غور کرنے پر سورہ فاتحہ کے نئے سے نئے مطالب مجھ پر روشن فرماتا ہے۔ اور درحقیقت علم وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو۔ بندہ آخر دوسرے کو کتنا سکھا سکتا ہے معمولی معمولی ضرورتیں بھی تو انسان پورے طور پر دوسرے کو نہیں بتا سکتا

علمی اور اخلاقی اور رُوحانی ضرورتیں

کوئی انسان دوسرے کو کس طرح بتا سکتا ہے اور کس طرح کوئی انسان دوسرے کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

میں آجکل بیمار ہوں

میں نے دیکھا ہے بعض دن مجھ پر ایسے گزرتے ہیں کہ نہ میں پیشاب کے لئے جا سکتا ہوں نہ پاخانہ کے لئے۔ چارپائی پر ہی پاٹ رکھنا پڑتا ہے اور حالت ایسی ہوتی ہے کہ نہ دائیں کروٹ بدل سکتا ہوں نہ بائیں۔ بالکل سیدھا لیٹا رہتا ہوں۔ اور دس دس۔ بارہ بارہ بلکہ بعض دفعہ ۱۴ گھنٹہ تک یہی حالت رہتی ہے۔ اگر اس دوران میں افاقہ بھی ہو تو بہت معمولی ہوتا ہے ایسی حالت میں اگر بیوی بعض دفعہ تھوڑی دیر کے لئے کبھی اپنے کسی کام کے لئے بھی جانا چاہے اور وہ کہے کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو مجھے بتا دیں۔ تو میں نے دیکھا ہے دو چار منٹ کی ضرورتیں بھی پورے طور پر نہیں بتائی جا سکتیں

بعض دفعہ خیال آتا ہے

کہ کوئی ضرورت نہیں۔ مگر اس کے جاتے ہی کئی قسم کی ضرورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ کہا جاتا ہے صرف دوائی پاس رکھ دو اور کسی چیز کی ضرورت نہیں مگر بعد میں خیال آتا ہے کہ ایک ضروری خط لکھنا تھا اسلئے قلم چاہیئے مگر اس وقت کوئی ایسا شخص قریب نہیں ہوتا جسے قلم پکڑانے کے لئے کہا جائے۔ جب

چھوٹی چھوٹی ضرورتیں

بھی انسان دوسرے کو پورے طور پر نہیں بتا سکتا تو دین کے معاملہ میں کون شخص ایسا ہو سکتا ہے جو اول سے آخر تک تمام باتیں دوسروں کو بتا سکے۔ اگر دوسروں کی بتائی ہوئی باتوں پر ہی انسان اپنا انحصار رکھے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ذاتی تعلق نہ ہو تو عملی زندگی میں اس کی یہی حالت رہے گی کہ یچ

دیکھ لو سرکار اس میں فرمایا کچھ نہیں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لو آپ نے ایمانی احکام کی کتنی قدر تشریح کی ہے اور کس کثرت کے ساتھ آپ نے اپنی اُمت کو روحانی مسائل سکھائے ہیں مگر باوجود ان تمام تشریحات کے ہر زمانہ میں نئے سوال پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کے لئے کوئی نیا مثیل محمد پیدا ہوتا ہے اور وہ لوگوں کے پیدا کردہ شبہات و وساوس کا ازالہ کرتا ہے اور یہ سنت اللہ ایسی ہے جو ہر زمانہ میں جاری رہتی ہے ہر زمانہ کی الگ ضرورتیں ہوتی ہیں اور ہر زمانہ میں دشمنان اسلام کی طرف سے نئے نئے اعتراضات کئے جاتے ہیں اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ان کے اعتراضات کے جوابات اور اسلام کے احیاء کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئے مثیل محمد پیدا ہوں

اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ ہم جس قدر باتیں بیان کرتے ہیں وہ قرآن کریم میں موجود ہوتی ہیں۔ احادیث سے ان کی تائید ہوتی ہے آئمہ سلف کی شہادت ان

کے حق میں موجود ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ ہم اپنے پاس سے وہ باتیں بتاتے ہیں۔ ہم جو کچھ مال پیش کرتے ہیں وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مال ہوتا ہے مگر بہرحال ہر زمانہ کے مناسب حال کے لحاظ سے پرانی باتوں کو نئے الفاظ میں پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دشمن اپنے اعتراضات کی کمزوری سے واقف ہو کر شرمندہ ہو۔ اور چونکہ اعتراضات ہمیشہ بدلتے جاتے ہیں اور کوئی ایک شخص تمام باتیں پورے طور پر نہیں بتا سکتا اس لئے اصل چیز جس کی طرف ایک مومن کو ہمیشہ توجہ رکھنی چاہیئے یہ ہے کہ اس کا اللہ تعالےٰ سے براہ راست تعلق پیدا ہو جائے تاکہ اللہ تعالےٰ خود اپنے پاس سے اسے علم سکھائے وہ سب انسانوں سے احتیاج باقی نہ رہے۔

حقیقت یہ ہے

کہ دنیا میں کوئی جماعت زندہ نہیں رہ سکتی اور کوئی جماعت کامیاب طور پر اپنے فرائض کو ایک لمبے عرصہ تک ادا نہیں کر سکتی جب تک اس کے افراد میں یہ تڑپ نہ ہو کہ ہمارا خدا تعالےٰ سے ایک مضبوط تعلق ہو جائے کہ خدا کا پیار ہمیں حاصل ہو۔ ہم اس کے نام پر فدا ہونے والے ہوں۔ اور وہ ہماری مزدوریوں کو پورا کرنے والا ہو۔ جب تک یہ تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے اور محبت الٰہی اپنے کمال کو نہ پہنچ جائے اس وقت تک کوئی انسان تنزل سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ نجات اسی کے لئے ہے جس نے اپنے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت پیدا کی۔ اور پھر اس محبت کو اس حد تک بڑھایا کہ اس کے رگ و ریشہ میں اس کا اثر سرایت کر گیا۔

دوسری بات جس کی طرف میں

جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں

یہ ہے کہ تمہیں اسلام پر کامل یقین اور ایمان رکھنا چاہیئے کہ خواہ دنیا تمہاری کس قدر مخالفت کرے اور تمہاری کامیابی کے راستہ میں کس قدر روڑے اٹکائے تم نے بہرحال جیتنا ہے۔ اگر تم میں سے کسی شخص کے دل میں یہ وسوسہ ہے کہ اس نے نہیں جیتنا۔ تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خدا تعالےٰ بھی اسے احمدی نہیں سمجھتا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی اسے احمدی نہیں سمجھتے حضرت مسیح موعود بھی اسے احمدی نہیں سمجھتے اور میں بھی اسے احمدی نہیں سمجھتا۔ جس شخص کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ وسوسہ پیدا ہو جائے کہ ہم دنیا کے مقابلہ میں ہار جائیں گے دنیا جیت جائے گی۔ اور ہم اپنے مقصد میں ناکام رہیں گے وہ ہرگز احمدی نہیں اور اس نے قطعاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور اس کی بعثت کی غرض کو نہیں سمجھا۔ جس شخص کے آنے کی

امت محمدیہ کے تمام اولیاء

خبر دیتے چلے آئے ہیں۔ جس شخص کے آنے کی گذشتہ انبیاء تک نے خبریں دی ہیں۔ اور جس شخص کے آنے کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا آنا قرار دیا ہے اگر اس نے بھی دنیا کے مقابلہ میں ہار جانا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہار گئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقیناً ہار نہیں سکتے اور جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہار نہیں سکتے۔ تو آپ کا مثیل کیسے ہار سکتا ہے۔ پس ہم نے یقیناً جیتنا ہے۔ مگر ہم کس طرح جیتیں گے؟ یہ ایک عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے کیونکہ فتح اور غلبہ کے حصول کے لئے جس انتہائی اخلاص اور قربانی کی ضرورت ہوتی ہے وہ بہ تمام و کمال ابھی ہمارے پاس نہیں یا اگر ہے تو جماعت کے افراد اس سے پوری طرح کام نہیں لیتے ہماری جماعت میں بے شک

قربانی کی بہت بڑی روح

پائی جاتی ہے اور یہ قربانی اور ایثار کا مادہ اس حد تک ہماری جماعت میں پایا جاتا ہے کہ جب میں اپنی جماعت کی بعض قسم کی قربانیوں کو دیکھتا ہوں یا جب میں اپنی جماعت کے بعض افراد کی قربانیوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے حیرت آتی ہے کہ ایسے مواد کی موجودگی میں اللہ تعالےٰ کے وعدوں کو پورا ہونے میں کیوں دیر ہو رہی ہے اور کیوں ہماری جماعت کو موجودہ حالت سے بہت بڑھ کر ترقی حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن جب میں اپنی جماعت کے کمزور طبقہ پر اپنی نگاہ دوڑاتا ہوں اور قومی کاموں میں اس کی کوتاہی اور غفلت کا مشاہدہ کرتا ہوں تو

مجھے حیرت آتی ہے

کہ جماعت کو وہ ترقی ملی کیوں جو اسے حاصل ہے۔ گویا میری حالت بالکل ایسی ہی ہوتی ہے جیسے آئینہ خانہ میں جانے والے کی ہوتی ہے۔ جس طرح وہ حیران و پریشان سا ہو جاتا ہے اسی طرح میں بھی جب جماعت کے بعض لوگوں کی یا تمام جماعت کی بعض قسم کی قربانیوں کو دیکھتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس ایثار اور قربانی کے باوجود ہماری جماعت نے کیوں موجودہ حالت سے بہت زیادہ ترقی نہیں کی اور کیوں اپنی مدد اور اس کی نصرت کے نزول میں دیر ہو رہی ہے۔ لیکن جب میں بعض لوگوں کی کمی اخلاص اور ان کے ناقص اعمال کو دیکھتا ہوں اور دینی معاملات میں ان کی غفلت اور کوتاہی پر نظر دوڑاتا ہوں تو مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اس قسم کے کمزور طبقہ کے ہوتے ہوئے ہماری جماعت کو جو ترقی ہوئی ہے وہ کیسے ہوئی ہے۔ بہرحال خواہ کمزور طبقہ کی کمزوری اور اس کی غفلت جماعت کے لئے کس قدر اندوہناک ہو یہ

یقینی اور قطعی امر ہے

کہ ہم نے دنیا پر غالب آنا ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ ہم نے مختلف ذرائع سے اور کن طریقوں سے جیتنا ہے اور پھر یہ بھی کہ اسلام کی اس فتح اور غلبہ میں ہمارا اور ہمارے عزیزوں کا کس قدر حصہ ہوگا۔ میں تمہارے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کہ تم اپنے دلوں میں کیا خیالات رکھتے ہو لیکن میں اپنے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ میرے دل میں یقیناً یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اسلام اور احمدیت کو جو فتح حاصل ہونے والی ہے اس میں میرا اور میری اولاد اور میرے پیاروں کا بھی حصہ ہو۔

مجھے افسوس ہے کہ ابھی تک ہماری جماعت اخلاص کے اس بلند مقام تک نہیں پہنچی جس کے بعد کوئی لغزش انسانی قدم کو متزلزل نہیں کر سکتی۔ اگر تم سارے کے سارے اپنے دل میں یہ سمجھتے ہو کہ ہماری جماعت کا ہر فرد مخلص ہے تو

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں

کہ یہ خیال درست نہیں۔ اگر تم اپنے دماغ کا تجزیہ کرو اپنے اعمال پر نظر ڈالو اور اسلام کے لئے جو کچھ تم سے مطالبات کئے جا رہے ہیں ان پر غور کرتے ہوئے اپنی قربانیوں کو دیکھو تو تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ تم میں سے ہر فرد مخلص نہیں۔ کئی چھوٹی چھوٹی باتیں ایسی پیدا ہو جاتی ہیں جن سے سلسلہ سے حقیقی اخلاص اور محبت رکھنے والا بھی ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔ مگر جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ان باتوں پر ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جماعت کا ہر فرد مخلص ہے یا ہر فرد سلسلہ کے لئے قربانی کرنے کا انتہائی جذبہ اپنے دل میں رکھتا ہے۔ لیکن بہرحال ایسے لوگ منہ سے تو میری طرف ہی اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں اور ان کی کمزوریاں جماعت کے دوسرے طبقہ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم ان کی اصلاح سے غافل نہیں ہو سکتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ رات کو جب مجھے اپنی جماعت کے اس کمزور طبقہ کا خیال آتا ہے تو میری نیند اڑ جاتی ہے اور میں گھنٹوں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ

خدایا کیا کروں

اور کس طرح اس طبقہ کی اصلاح کروں۔ میرے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں جس سے میں ان کے دلوں کے گند کو دور کر سکوں۔ انسانی طاقت میں کسی کی اصلاح کے جس قدر ذرائع ممکن ہیں وہ تمام ذرائع میں استعمال کرتا ہوں۔ میں تعلیم قرآن بھی دیتا ہوں۔ میں قربانی کی روح پیدا کرنے کے لئے تقریریں بھی کرتا ہوں اور شاید میں نے اتنی تقریریں کر لی ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو بڑے سے بڑے مصنف کی کتابوں سے بھی بڑھ جائیں۔ اور بیسیوں مجلدات ان سے تیار ہو جائیں مگر باوجود ان تمام باتوں کے ابھی ایک طبقہ ایسا ہے جس کے دل میں دین کی اشاعت کے لئے وہ جوش اور جذبہ نہیں جو صحابہؓ کے اندر پایا جاتا تھا۔ دیکھو

کامیابی حاصل کرنے کا ایک گر

یہ ہوتا ہے کہ قوم کی اکثریت درست ہو جائے۔ جب کسی قوم کی اکثریت درست ہو جائے تو وہ اقلیت پر غالب آ جایا کرتی ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے جس کے پیچھے بھی چل پڑو تم ہدایت پا جاؤ گے۔ اس حدیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی اکثریت کو ہدایت یافتہ قرار دیا ہے۔ اور بایھم میں اسی طرف اشارہ ہے ورنہ مسلمانوں میں بعض منافق بھی تھے اور اس کا خود احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ مگر چونکہ کثرت ایسی تھی جس کی اصلاح ہو چکی تھی۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے اہمیت کو نظر انداز کرتے ہوئے فرمایا کہ اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے جس کے پیچھے بھی چلو گے تمہیں نظر آجائے گا کہ وہ خدا کے ساتھ چل رہا ہے۔ اسلئے ممکن ہی نہیں کہ تم گمراہ ہو جاؤ

اصل بات یہ ہے

کہ ہدایت خدا تعالیٰ سے ملتی ہے اور وہی شخص دوسروں کے لئے ہدایت کا موجب بن سکتا ہے۔ جس کا خدا تعالیٰ سے ایسا مضبوط تعلق ہو کہ اس کی کوئی حرکت اور اس کا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے منشاء اور اس کے احکام کے خلاف نہ ہو۔ پس چونکہ تعلق ہدایت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اس لئے دوسروں کے لئے بھی ہدایت کا موجب وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے ساتھ چل رہا ہو۔ اور جس کی نگاہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہی اٹھتی ہو۔ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ خدا تعالیٰ کے پیچھے چل رہے تھے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ میرے صحابہؓ اللہ تعالیٰ سے ایک مضبوط تعلق رکھتے ہیں۔ اسلئے آپ نے فرمایا میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان کی اکثریت ہدایت پر قائم ہے۔ اس لئے تم ان میں سے جس شخص کے پیچھے بھی چلو گے ہدایت پا جاؤ گے کیونکہ وہ خود خدا کے پیچھے پیچھے چل رہا ہے یہ جماعت ہے جو چاہیئے ہوتی ہے۔ اور

ایسی ہی جماعت کی ہمیں ضرورت ہے

جب تک اس قسم کی جماعت پیدا نہ ہو اس وقت تک خواہ دس ہزار عالم روزانہ پانچ پانچ سات سات تقریریں کرتے رہیں دنیا میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہو سکتا لیکن جس دن یہ جماعت پیدا ہو جائے گی۔ اس دن تم میں سے ہر شخص عالم ہوگا۔ تم میں سے ہر شخص عارف ہوگا اور تم میں سے ہر شخص کو خدا تعالیٰ اپنے پاس سے علم سکھائے گا

ہم نے دیکھا ہے

بعض دفعہ معمولی معمولی عورتوں کے منہ سے ایسی ایسی معرفت کی باتیں نکلتی ہیں کہ ان کو سن کر دل خوشی سے اچھلنے لگ جاتا ہے۔ میں نے خود بعض جاہل اور ان پڑھ مردوں سے دین کے ایسے ایسے نکات سنے ہیں کہ میں نے ان کی گفتگو سے اپنے دل میں مزہ اٹھایا ہے۔ کیونکہ ظاہری لحاظ سے جاہل اور ان پڑھ ہونے کے باوجود ان کا خدا سے تعلق تھا۔ اور خدا نے ان کو اپنے پاس سے علم سکھایا۔ پس حقیقت یہ ہے کہ سب سے بڑی چیز تعلق باللہ ہے۔ جب کوئی شخص سچے دل سے خدا کا ہو جائے اور وہ اپنی تمام خواہشات اور ارادوں کو اس کے لئے ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ضرور نئے علوم سکھائے جاتے ہیں اور وہ معرفت اور حکمت میں ترقی کرتے ہوئے کہیں کا کہیں جا پہنچتا ہے۔

موجودہ بیماری میں مجھے جماعت کے متعلق سب سے زیادہ احساس اس بات کا رہا ہے کہ ہماری جماعت کے افراد کا

خدا تعالیٰ سے ایسا مضبوط تعلق ہو جائے

کہ اللہ تعالیٰ خود انہیں اپنے پاس سے علم سکھائے اور اس کی ہر ضرورت کو پورا کرے۔ یہ بیماری عام طور پر لمبی چلتی اور بار بار حملہ کرتی ہے۔ مثلاً اسی بیماری میں سے میں گذر رہا ہوں۔ اگر کسی کو یہ مرض ہو جائے تو عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ یہ مرض دور نہیں ہوتا۔ اس بنا پر میرے لئے یہ مسئلہ اس بیماری میں اور بھی اہم ہو گیا اور اس پر غور کرنا میرے لئے ضروری ہو گیا۔ میں ہمیشہ ہی

اس مسئلہ کو سوچتا رہا ہوں

کہ آخر ایک دن ایسا آئے گا جب میرا کام ختم ہو جائے گا اس دن سے پہلے پہلے اگر میں اس اصلاح میں کامیاب ہو جاؤں جو جماعتی ترقی کے لئے ضروری ہے اور جس کے بعد جماعت کا قدم اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی تنزل کی طرف نہیں جا سکتا تو یہ میرے لئے انتہائی خوشی کا مقام ہوگا میں نے قدم بقدم خدا تعالیٰ سے دعائیں اور استمداد کرتے ہوئے مختلف راستے تجویز کئے اور رفتہ رفتہ ان راستوں کو جماعت کے سامنے پیش کیا۔ مجھے خوشی ہے کہ جماعت نے میری ان تجاویز پر ایک حد تک عمل کیا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایسی برکت عطا فرمائی کہ وہ اپنی تعداد اور اپنے وقار کے لحاظ سے کہیں سے کہیں جا پہنچی۔ کجا تو یہ حالت تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں جو آخری سالانہ جلسہ ہوا اس میں شامل ہونے والوں کی کل تعداد سات سو تھی۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں جو آخری سالانہ جلسہ ہوا اس میں شامل ہونے والوں کی کل تعداد ۳۲۰۰ تھی اور کجا یہ حالت ہے کہ اب

ہمارے جلسہ کی حاضری

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۳۴-۳۵ ہزار کے قریب پہنچ چکی ہے۔ گویا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آخری سالانہ جلسہ پر جس قدر آدمی آئے تھے ان سے ۲۵ گنا زیادہ آدمی آج ہمارے سالانہ جلسہ میں موجود ہیں اور یہ تعداد ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال زیادتی ہوتی چلی جاتی ہے۔ میں نے بارہا کہا ہے کہ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں تقریر کرنے کے بعد یہاں سے زندہ اٹھوں گا یا نہیں مگر جو کچھ میں کہتا ہوں اور میں وہی کچھ کہتا ہوں جو مجھے خدا نے کہا وہ یہ ہے کہ میرے آخری سانس تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے لئے غلبہ اور ترقی اور کامیابی ہی مقدر ہے اور کوئی اس الٰہی تقدیر کو بدلنے پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس بات پر خواہ کوئی ناراض ہو۔ شور مچائے۔ گالیاں دے یا برا بھلا کہے اس سے خدائی فیصلہ میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا یہ تقدیر مبرم ہے جس کا

خدا آسمان پر فیصلہ کر چکا ہے

کہ وہ میری زندگی کے آخری لمحات اور میرے جسم کے آخری سانس تک جماعت کا قدم ترقی کی طرف بڑھاتا چلا جائے گا جس طرح خدا کی بادشاہت کو کوئی شخص بدل نہیں سکتا اسی طرح خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے وعدہ کو بھی کوئی شخص بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ زمین و آسمان کے خدا کا وعدہ ہے کہ بہرحال میری زندگی میں جماعت کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ میں نہیں جانتا کہ میرے بعد کیا ہوگا بہرحال یہ خدائی فیصلہ ہے میری زندگی میں کوئی انسانی طاقت اس سلسلہ کی ترقی کو روک نہیں سکتی۔ خدا نے اس جماعت اور سلسلہ کی ترقی کو میری ذات سے وابستہ کر دیا ہے اور اس نے اپنے نام اور اپنی طاقت اور اپنے جلال کے اظہار کے لئے مجھے چن لیا ہے۔

باوجود اس بات کے کہ میں ایک نہایت کمزور اور جاہل انسان ہوں خدا نے اپنے نام کی اشاعت اور اپنے جلال کے اظہار کو میرے نام کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے جس طرح لکڑی کے تختہ پر کوئی بادشاہ یا شہزادہ سوار ہو جائے تو جب لکڑی کا تختہ پانی میں تیرنے لگے لازماً بادشاہ بھی اس کے ساتھ ہی ادھر ادھر ہوگا۔ اس وقت کوئی شخص حقارت کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ لکڑی کا تختہ ہے اور میں اسے توڑ پھوڑ دوں کیونکہ اس تختہ پر بادشاہ سوار ہوتا ہے۔ اور اس لکڑی کو چھیڑنے کے معنے تخت شاہی کو چھیڑنے کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ شخص جو مجھ کو چھیڑے گا وہ مجھ کو نہیں بلکہ عرش الٰہی کو چھیڑے گا۔ کیونکہ خدا نے اپنے جلال کا اظہار میرے نام سے وابستہ کر دیا ہے۔ لیکن بہرحال میں نے ایک دن مرنا ہے۔ دنیا میں کوئی شخص عارضی اور فانی کاموں کے متعلق بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جائیں۔ پھر جو چیز بمنزلہ جان اور روح ہو اس کے متعلق کون شخص پسند کر سکتا ہے کہ وہ اس کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو جائے خدا تعالیٰ کے نام کی بلندی اور اس کے جلال کا اظہار ہر مومن کی جان اور اس کی روح ہے۔ پھر کوئی مومن یہ کس طرح برداشت کر سکتا ہے کہ میں مروں تو خدا تعالیٰ کا نام بھی دنیا سے مٹ جائے۔ اسی طرح میری ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام صرف میرے ساتھ وابستہ نہ ہو بلکہ خدا

تعالیٰ کا نام تمہارے ساتھ وابستہ ہو جائے کیونکہ انسان مر سکتا ہے مگر قوم نہیں مر سکتی۔ جب کوئی نام کسی قوم کے ساتھ وابستہ ہو جائے تو پھر وہ چلتا چلا جاتا ہے۔ اور قوم کے بیٹے نسلاً بعد نسلٍ اس مقدس امانت کے حامل بنتے چلے جاتے ہیں۔ درحقیقت فرد کے ساتھ کسی چیز کی وابستگی قومی لحاظ سے کوئی بڑا کمال نہیں ہوتا۔ قومی لحاظ سے بڑائی تبھی ہوتی ہے جب قوم سے اللہ تعالیٰ کا نام وابستہ ہو جائے۔ اسی لئے

مجھے ہمیشہ یہ تڑپ رہتی ہے

کہ اللہ تعالیٰ کی محبت تمہارے دلوں میں پیدا ہو جائے اور اس سے سچا اور مخلصانہ تعلق تم کو حاصل ہو اور میں اس غرض کے لئے ہمیشہ کئی قسم کی کوششیں کرتا رہا ہوں۔ میں نے ہزاروں رستے اور ہزاروں ذرائع تمہارے سامنے رکھے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان ذرائع پر عمل کر کے سینکڑوں اور ہزاروں مخلص بھی پیدا ہوئے مگر پھر بھی ہماری جماعت میں حقیقی اخلاص کی ابھی کمی ہے جس کے لئے میں اللہ تعالیٰ سے متواتر دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ اب اس موقعہ پر میں ایک دفعہ پھر

جماعت کو توجہ دلاتا ہوں

کہ یاد رکھو کہ میری موت حیات تو کوئی چیز ہی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت بڑی چیز تھی اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ان سے بھی بڑی چیز تھی مگر اس حقیقت کے باوجود میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اگر جماعت حقیقی ایمان پر قائم ہو اور وہ خدا تعالیٰ سے سچا اور مضبوط تعلق رکھتی ہو تو کسی بڑے سے بڑے نبی کی وفات بھی اس کے قدم کو متزلزل نہیں کر سکتی۔ بلکہ

بعض برکات اور ترقیات ایسی ہوتی ہیں جو انبیاء کی وفات کے بعد قوم کو حاصل ہوتی ہیں۔ بشرطیکہ قوم صحیح رنگ میں ایمان پر قائم ہو۔ پس

اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرو

اور اپنے نفوس میں ایسا تغیر رونما کرو کہ تمہارے دلوں میں یہ بات گڑ جائے کہ ہم نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سے وابستہ کرنا ہے اور اس کی محبت اور پیار کو حاصل کرنا ہے۔ جب کسی کو

خدا تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جائے

تو نصیحت کی آواز خود انسان کے اندر سے پیدا ہوتی ہے بیرونی نصیحتوں کی اُسے ضرورت نہیں رہتی۔

ہماری جماعت کو یہ امر بھی کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ ہم اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب پر غالب کریں۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم ساری دنیا میں اپنی آواز پہنچانے کے لئے دنیا کے تمام ممالک میں اپنے مبلغین پھیلانے کی کوشش کریں۔ میں ایک لمبے غور کے بعد

اس نتیجہ پر پہنچا ہوں

کہ اگر ہم صحیح طور پر تبلیغ کرنا چاہیں تو فی مرکز ہمیں کم از کم چھ مبلغ رکھنے چاہئیں یہ تعداد اگرچہ آسٹریلیا میں ترک کے بار بھی نہیں اور ایک وسیع علاقہ میں چھ مبلغین کا ہونا کوئی معنے نہیں رکھتا لیکن پھر بھی اگر بیج کے طور پر ہم اپنی تبلیغ کو دنیا میں پھیلانا چاہیں تو اس سے کم میں ہمارا گذارہ نہیں ہو سکتا یہ چھ مبلغ جو ایک علاقہ کے لئے تجویز کئے گئے ہیں اس سے مراد کوئی چھوٹا علاقہ نہیں بلکہ سردست

ہمارے مدنظر یہ ہے

کہ اگر ہم یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ جیسے وسیع ملک میں اپنا مرکز قائم کریں تو وہاں بھی اپنے چھ مبلغ رکھیں حالانکہ وہاں کی آبادی بارہ کروڑ ہے اور وہ ہندوستان سے دوگنا ملک ہے۔ اسی طرح ہم یہ چھ مبلغ آسٹریلیا کے لئے تجویز کر رہے ہیں حالانکہ وہ ہندوستان سے دگنا علاقہ ہے۔ لیکن بظاہر یہ تعداد خواہ کس قدر ناکافی ہو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم جو بھی مشن قائم کریں اس کو کامیاب طور پر چلانے کے لئے ایک علاقہ میں ابتدائی طور پر چھ مبلغ رکھیں۔ ان چھ مبلغین میں سے ایک تو ایسا ہوگا جس کا کام یہ ہوگا کہ وہ مرکز میں بیٹھ کر رات دن کام کرے جو لوگ ملنے کے لئے آئیں ان سے

تبادلۂ خیالات کرے انہیں سلسلہ کے حالات بتلائے۔ مکان اور مسجد وغیرہ دکھائے۔ اور ان کے شبہات کا ازالہ کرے گویا وہ مرکزی انچارج ہوگا۔ دوسرے مبلغ کا یہ کام ہوگا کہ وہ

علمی طبقہ سے اپنے تعلقات رکھے

اور انہیں احمدیت کی خصوصیات وغیرہ سے آگاہ کرتا رہے۔ مثلاً جو لوگ عربی یا فارسی جاننے والے ہوں یا اسلامی اصول سے دلچسپی رکھنے ہوں یا مثلاً پادری وغیرہ جو مذہبی آدمی سمجھے جاتے ہیں۔ ایسے تمام لوگوں سے اس کے تعلقات ہوں۔ اسی طرح علمی اداروں میں اس کی آمد و رفت ہو اور وہ ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ سے اچھے تعلقات رکھنے والا ہو۔ تاکہ علمی حلقہ میں احمدیت کو مقبولیت حاصل ہو۔ اور لوگوں کے دلوں میں جو وساوس پائے جاتے ہیں ان کا ازالہ ہو۔

تیسرا مبلغ ایسا ہوگا

جس کا کام یہ ہوگا کہ وہ بڑے بڑے اور با اثر لوگوں سے اپنے تعلقات رکھے اور ملک کے اندر جو ان کی پارٹیاں پائی جاتی ہوں ان کے خیالات کو درست رکھنے کی کوشش کرے۔ یہ کام اپنی ذات میں نہایت اہم اور جماعت کی ترقی کے ساتھ بہت گہرا تعلق رکھنے والا ہے۔ اس مبلغ کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ بڑے بڑے لوگوں سے اپنے تعلقات رکھے تاکہ ملک کے ہر طبقہ میں اس کے دوست موجود ہوں اور جب بھی کوئی بات احمدیت کے خلاف ہو یا گورنمنٹ کسی غلط فہمی کی بناء پر کوئی ناجائز قدم اُٹھانے لگے تو خود ملک کے سربرآوردہ لوگ اس کے شبہات کا ازالہ کر سکیں۔ وہ آگے بڑھیں اور وہ لوگوں کو بتا سکیں کہ احمدیت کیا چیز ہے اور وہ دنیا میں کیا تغیر پیدا کرنا چاہتی ہے۔

چوتھے آدمی کا یہ کام ہوگا

کہ وہ ملک بھر کی یونیورسٹیوں سے اپنے تعلقات بڑھائے۔ درحقیقت یونیورسٹیاں ملک میں خیالات پھیلانے کا گڑھ ہوتی ہیں۔ اور وہی مبلغ کامیاب ہو سکتے ہیں جو اس نکتہ کو سمجھتے ہوئے یونیورسٹیوں سے اپنے تعلقات زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی کوشش کریں۔ ہر طالب علم جو کسی سکول یا کالج میں تعلیم پاتا ہے اُسے چونکہ نئے نئے علوم پڑھائے جاتے ہیں اور نئی سے نئی باتیں اُس کے کانوں میں پڑتی ہیں اس لئے اس کے قلب میں

ترقی کا غیر معمولی جذبہ

ہوتا ہے۔ اور وہ خیال کرتا ہے کہ پہلوں نے کیا ترقی کی ہے۔ میں اپنے اپنے علوم پھیلاؤں گا اور ایسی ایسی ایجادات کروں گا کہ دنیا محو حیرت ہو جائے گی۔ ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ دنیا میں ایسے گذرے ہیں جو مرے تو ایسی حالت میں کہ ایک کوڑی سے زیادہ ان کی حیثیت نہیں تھی۔ مگر طالب علمی کے زمانہ میں وہ سمجھتے تھے کہ ہم بادشاہ مقرر ہو جائیں گے۔ اور اگر بادشاہ نہ بنے تو وزیر بننا تو کوئی بات ہی نہیں۔ اسی کی وجہ یہی ہے کہ طلباء کے قلوب میں ایک غیر معمولی اُمنگ ہوتی ہے ان کے خیالات میں بلندی ہوتی ہے۔

ہمیشہ نوجوان ہی ہوتے ہیں اور نئی نئی باتیں سنتے اور پھر ان باتوں کے سمجھنے کا انہیں بے حد شوق ہوتا ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ابتداء میں زیادہ تر

طالب علم ایمان لائے

اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ابتداء میں زیادہ تر وہی لوگ ایمان لائے جو نوجوان تھے۔ بڑی عمر والے حضرت ابوبکرؓ ہی تھے مگر حضرت ابوبکرؓ جب ڈھائی سال کی خلافت کے بعد فوت ہوئے تب وہ اس تریسٹھ سال کی عمر تک پہنچے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر تھی گویا وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عمر میں اڑھائی سال کے قریب چھوٹے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اور انہوں نے ساڑھے دس سال خلافت کرنے کے بعد ۶۳ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے خلافت کے سوا دو سال اور

حضرت عمرؓ کی خلافت

کے ساڑھے دس سال جمع ہو جائیں تو یہ تیرہ سال کا عرصہ بنتا ہے اور چونکہ وہ نبوت کے چھٹے سال ایمان لائے تھے اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تئیس ۲۳ سالہ عہد نبوت میں سے چھ سال نکال دیئے جائیں تو سترہ سال رہ جاتے ہیں۔ سترہ ۱۷ سال یہ اور تیرہ ۱۳ سال۔ گویا تیس سال انہوں نے اسلام کی خدمات سرانجام دیں اور چونکہ ان کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی ہے اس لئے معلوم ہوا کہ اسلام لانے کے وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی اسی طرح حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ سترہ سترہ سال کے تھے جب ایمان لائے اور حضرت علیؓ گیارہ سال کے تھے جب انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا نصیب ہوا گویا

اسلام کی جڑ اور ستون

سب ایسے لوگ ہی ثابت ہوئے جو بچہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے وقت نوجوان تھے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ اُمنگوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور انسانی خیالات کی پرواز بہت بلند ہوتی ہے۔ اگر نوجوانوں کو کسی سچائی کا پتہ لگ جائے تو پھر وہ کسی مصیبت اور تکلیف کی پرواہ نہیں کرتے وہ کہتے ہیں ہم مر جائیں گے مگر سچائی کو قبول کرنے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ پس نوجوان طبقہ تک ہمارا اپنی آواز کو پہنچانا نہایت ضروری ہے جس کا [illegible]

طریق یہی ہے

کہ ایک مبلغ ایسا ہو جس کا یونیورسٹیوں سے تعلق ہو۔ اور وہ نوجوان طبقہ کو احمدیت کی طرف متوجہ کرتا رہے۔

پانچواں مبلغ ایسا ہوگا

جس کا تجارت سے تعلق ہوگا اور اس کا فرض ہوگا کہ وہ سلسلہ کے تبلیغی اخراجات کو زیادہ سے زیادہ تجارت کی آمد سے پورا کرنے کی کوشش کرے۔ یہ کام اپنی ذات میں نہایت اہم ہے اور اس کو وسیع طور پر پھیلا کر نہ صرف سلسلہ کے اخراجات کو بہت حد تک کم کیا جا سکتا ہے بلکہ سلسلہ کے لئے نئی آمد بھی پیدا کی جا سکتی ہے اس کام پر جو مبلغ مقرر ہوگا اس کا صرف یہی کام نہیں ہوگا کہ وہ اپنے علاقہ میں تجارت کرے بلکہ اس کا یہ کام بھی ہوگا کہ وہ دوسرے ممالک سے

تجارتی تعلقات قائم کرے

مثلاً انگلستان کا مبلغ کوشش کرے کہ وہ ایران میں اشیاء بھجوائے یا عرب میں ان کی کھپت کا انتظام کرے اور ایران والا کوشش کرے کہ وہ انگلستان میں چیزیں پہنچائے۔ اس طرح تجارت کو وسیع کرنا ایک ملک سے دوسرے ملک سے تجارتی تعلقات قائم کرنا اور سلسلہ کے اخراجات کو زیادہ سے زیادہ پورا کرنے کی کوشش کرنا اس کا کام ہوگا

چھٹا مبلغ پراپیگنڈا کے لئے وقف ہوگا

اور اس کا فرض ہوگا کہ وہ اخباروں سے تعلقات رکھے۔ جرنلزم کا امتحان پاس کرے۔ پارٹیوں میں شمولیت اختیار کرے اور اپنے تعلقات اور دوستیوں کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کی کوشش کرے۔ ہم نے دیکھا ہے امریکہ اور یورپ جیسے ممالک میں جہاں ایک ایک اخبار کی اشاعت دس دس لاکھ تک ہوتی ہے۔ مونہہ پیچھے کا لکھا ہوتا ہے اور چائے کی ایک پیالی اتنا کام کر جاتی ہے جتنا کام بیسیوں روپوں سے

نہیں ہو سکتا۔

غرض ایک مبلغ اشاعت کے لئے وقف ہونا چاہیئے۔ اور اس کا

فرض ہونا چاہیئے

کہ وہ مصنفین سے تعلقات رکھے اخبارات اور رسالوں کے مالکوں اور ان کے ایڈیٹروں وغیرہ سے میل جول رکھے۔ اور اس طرح احمدیت کا اثر ان پر قائم کرنے کی کوشش کرے۔ جب تک کسی مرکز میں اس قسم کے چھ مبلغین نہ رکھے جائیں اور ہر ایک الگ الگ دائرہ میں اپنا کام شروع نہ کر دیں اس وقت تک صحیح معنوں میں اشاعت اسلام نہیں ہو سکتی۔ گو حقیقت یہ ہے کہ کسی ملک میں چھ مبلغین کا موجود ہونا بھی تبلیغی نقطہ نگاہ سے کسی طرح کافی نہیں سمجھا جا سکتا۔ لاہور جیسے شہر میں بھی اگر چھ مبلغ رکھے جائیں تو وہ سب لوگوں کو پوری طرح تبلیغ نہیں کر سکتے مگر ہم نے بعض علاقوں میں صرف ایک مبلغ رکھا ہوا ہے۔ اور جب وہ لوگ کسی اور مبلغ کا مطالبہ کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہم نے تمہیں ایک مبلغ دیا ہوا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہوتا ہے کہ ایک آدمی ہرگز صحیح طور پر تبلیغ نہیں کر سکتا۔ مگر مرکز اس قسم کا جواب دینے پر مجبور ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کو ایک دفعہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ عیسائیوں نے لشکر اسلام پر سخت حملہ کر دیا ہے۔ ان کا کئی لاکھ لشکر ہے اور اسلامی لشکر صرف چند ہزار ہے دشمن کا کامیاب مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ کم از کم آٹھ ہزار سپاہی ہمیں مدد کے لئے بھجوائے جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا تمہارا خط پہنچا جس میں تم نے آٹھ ہزار فوج اپنی مدد کے لئے مانگی ہے۔ میں معدی کرب کو بھیجتا ہوں یہ تین ہزار کا قائم مقام ہے باقی پانچ ہزار سپاہی بھی عنقریب بھیج دیئے جائیں گے۔ صحابہؓ کا ایمان بھی دیکھو جب حضرت عمرؓ کا یہ خط پہنچا تو انہوں نے افسوس نہیں کیا کہ عمرؓ نے ہمارے مطالبہ کا کیا جواب دیا ہے بلکہ جب معدی کرب آئے۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ نے لشکر اسلام سے کہا کہ معدی کرب جن کو حضرت عمرؓ نے تین ہزار کا قائم مقام قرار دیا ہے آ رہے ہیں۔ ان کا استقبال کرنے چلو۔ چنانچہ جب معدی کرب پہنچے تو لشکر اسلام نے اس زور سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے کہ دشمن نے سمجھا مسلمانوں کو کمک پہنچ گئی ہے۔ اور وہ ڈر کر کئی مقامات سے خود بخود ہٹ گیا۔ اللہ تعالے کے فضل سے ہمارے

معدی کربوں کی فوج کے سپاہی بھی اب یکے بعد دیگرے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے باہر جانے شروع ہو گئے ہیں جن کی کوششوں کے نتیجہ میں ہماری جماعت مختلف ممالک میں اب پہلے سے بہت زیادہ مقبولیت حاصل کر رہی ہے اور اس کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے چنانچہ مختلف ممالک سے اس قسم کی

کئی خوشخبریاں ہمیں مل رہی ہیں

مثلاً انگلستان میں پہلے یہ حالت ہوا کرتی تھی کہ کسی ہسٹیریا کی ماری ہوئی عورت کو اگر عیسائیت میں اطمینان حاصل نہ ہوا تو وہ اسلام کی آغوش میں آ گئی یا کسی عورت کا کوئی معشوق بھاگ گیا اور اُسے اپنی زندگی دوبھر معلوم ہونے لگی۔ اور پھر اس دوران میں اس نے ہمارے مبلغ کو کہیں تقریر کرتے دیکھ لیا۔ اور اُس نے سمجھا کہ شاید خدا کی پناہ میں مجھے اطمینان حاصل ہو جائے۔ چنانچہ وہ آتی اور اسلام قبول کر لیتی۔ اسی طرح اگر کوئی مرد بھی اسلام قبول کرتا تو ایسا ہی ہوتا جو سوسائیٹی کا مارا ہوا ہوتا۔ سوائے تین چار کے جو اچھے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر اب نسبتاً زیادہ معقول اور باحیثیت لوگ احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔ میں ہمیشہ اپنے اُن مبلغوں کو جنہیں یورپ میں تبلیغ کے لئے بھیجا جاتا ہے کہا کرتا ہوں کہ تمہیں عورتوں کی بجائے مردوں کو زیادہ تبلیغ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یورپ میں عورتیں مردوں سے تین گنا ہیں اور اس وجہ سے اُن میں ہسٹیریا کا مرض زیادہ پایا جاتا ہے۔ اگر عورتوں کی طرف توجہ کی جائے تو زیادہ تر ایسی عورتیں ہی اسلام کی طرف آتی ہیں جو ہسٹیریکل ہوتی ہیں اور ہمارا مبلغ اپنی غلطی سے یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ مجھے بہت بڑی کامیابی ہو رہی ہے۔ حالانکہ ان کی توجہ محض ہسٹیریا کا نتیجہ ہوتی ہے۔

میں جب پہلی دفعہ یورپ گیا

تو ایک عورت نے بڑے شوق سے ہماری مجالس میں آنا شروع کر دیا۔ وہ ہر دوسرے تیسرے روز آ جاتی اور آدھ آدھ گھنٹہ تک باتیں کرتی رہتی۔ ہمارے دوست کہتے کہ یہ عورت اسلام سے بہت دلچسپی رکھتی ہے ضرور مسلمان ہو جائے گی۔ مگر تین ماہ کے بعد وہ ایک دن برنارڈ شا کی ایک کتاب میرے پاس لائی اور کہنے لگی میں نے بہت کوشش کی تھی کہ آپ کو برنارڈ شا کا مرید بناؤں مگر آپ نہ بنے۔ اب یہ اس کی کتاب میں آپ کو مطالعہ کے لئے دیتی ہوں اسے آپ ضرور پڑھیں۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا دو تم تو

کہتے تھے کہ یہ عورت مسلمان ہو جائے گی مگر یہ تو اُلٹا مجھے برنارڈ شا کا مرید بنانا چاہتی ہے

غرض پہلے زیادہ تر عورتیں ہی اسلام کی طرف توجہ کیا کرتی تھیں مگر اب جو نئے مبلغ بھجوائے گئے ہیں ان کو میں نے خاص طور پر ہدایات دی ہیں کہ وہ

یونیورسٹیوں سے تعلقات رکھیں

مذہبی لوگوں سے واقفیت پیدا کریں اخبارات اور رسالوں والوں سے میل جول رکھیں۔ مصنفوں سے تعلقات بڑھائیں اور تجارت کے ذریعہ سلسلہ کی آمد میں اضافہ کرنے کی کوشش کریں کیونکہ اس کے بغیر ہم اپنی تبلیغ کو وسیع نہیں کر سکتے۔ پھر صرف انگلستان میں ہی نہیں بلکہ اور ملکوں میں بھی احمدیت کی ترقی کے آثار خدا تعالے کے فضل سے پیدا ہو رہے ہیں بلکہ ایسے علاقوں میں بھی احمدیت پھیلنی شروع ہو گئی ہے۔ جہاں پہلے باوجود کوشش کے ہمیں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ ملایا میں یا تو یہ حالت تھی کہ مولوی

غلام حسین صاحب ایاز کو ایک دفعہ لوگوں نے رات کو مار مار کر گلی میں پھینک دیا اور کتے اُن کو

چاٹتے رہے اور یا اب جو لوگ ملایا سے واپس آئے ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ ایسے اچھے مالدار ہوٹلوں کے مالک اور معزز طبقہ کے ستر اسی کے قریب دوست احمدی ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ جاوا اور سماٹرا سے جو اطلاع آئی ہے اس میں بھی یہی لکھا ہے کہ آگے کی نسبت تبلیغ کے راستے زیادہ کھل رہے ہیں۔ غرض یہ ایک اہم موقع ہے جس سے ہمیں فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اب ہم ویسے ہی مقام پر کھڑے ہیں جیسے قصہ مشہور ہے کہ پرانے زمانہ میں ایک

دیوار قہقہہ ہوا کرتی تھی

جو بھی اس پر چڑھ کر دوسری طرف جھانکتا وہ قہقہہ لگاتے ہوئے اسی طرف چلا جاتا واپس آنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ ہم بھی اس وقت ایک دیوار قہقہہ کے نیچے کھڑے ہیں۔ جو شخص جرأت کر کے اس دیوار کی دوسری طرف جھانکے گا اس کا دل دنیا سے ایسا سرد ہو جائے گا کہ پھر واپس لوٹنے کا نام نہیں لے گا اور

کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

تعلیمی اداروں میں روحانی اقدار کی تعلیم کی ضرورت

"سماج کی بہت سی خرابیوں کی وجہ یہ ہے کہ لوگ مذہب سے بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں"

مذہبی و اخلاقی تعلیم سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ کا خلاصہ

نئی دہلی ۲۸ جنوری۔ مذہبی اور اخلاقی تعلیم سے متعلق کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں اس امر پر زور دیا ہے کہ تعلیمی اداروں میں اخلاقی اور روحانی اقدار سکھلائے جانے کا انتظام کیا جانا چاہیئے کمیٹی کا یہ خیال ہے کہ اس قسم کی تعلیم ممکن ہے۔ اور جو بھی مشکلات حائل ہوں ان پر عبور حاصل کرکے اسے قابل عمل بنایا جانا چاہیئے۔

اس کمیٹی کے صدر بمبئی کے گورنر شری سری پرکاش تھے۔ دیگر ممبران یہ تھے ممبران یہ تھے شری جی سی چیٹرجی سابق وائس چانسلر راجستھان یونیورسٹی۔ شری اے اے فیضی وائس چانسلر جموں و کشمیر یونیورسٹی اور شری پی این کرپال جوائنٹ سیکرٹری مرکزی وزارت تعلیم (ممبر سیکرٹری)

کمیٹی کا خیال ہے کہ تعلیمی دنیا کی اور بحیثیت مجموعی سماج کی ان بہت سی برائیوں کی جن کا نتیجہ وسیع گڑبڑ کی صورت میں رونما ہوا ہے۔ بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ رفتہ رفتہ مذہب سے بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں۔

کمیٹی کے ارکان کے خیال میں اس کا موثر ترین علاج یہ ہے کہ اوائل عمر ہی لوگوں کو اخلاقی اور روحانی اقدار سے آشنا کیا جائے۔ کیونکہ اگر ہم نے ان اقدار کو کھو دیا تو ہم ایک بے روح قوم ہو کر رہ جائیں گے اور ہم دوسرے ملکوں کی ظاہری باتوں کی ان کے اندرونی مطلب کو سمجھے بنا اندھا دھند نقل کرنے کی جو کوششیں کرتے ہیں ان کا نتیجہ بس انتشار اور افراتفری ہوگا۔ جس کے اولین آثار افق پر پہلے ہی ہویدا ہیں

مذہب کی رنگارنگی

کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ مذہب کی رنگارنگی ہندوستان کی قومی زندگی کی اہم ترین خصوصیت ہے اور یہ بات نہایت فائدہ مند ہوگی کہ ہر پڑھا لکھا ہندوستانی اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کے بنیادی اصولوں اور اخلاقی قدروں سے واقف ہو۔

چنانچہ ہندوستان کے تمام اہم مذاہب کے واقعیت پسندانہ تقابلی اور ہمدردانہ مطالعہ کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ کمیٹی جن نتیجوں پر پہنچی ہے ان میں سے موٹے موٹے یہ ہیں:

(۱) تعلیمی اداروں میں اخلاقی اور روحانی قدروں کی تعلیم مناسب خیال کی جاتی ہے۔ اور اس کا اہتمام بعض حدود کے اندر ممکن ہے۔

(ب) ایسی تعلیم میں عظیم مذہبی رہنماؤں کی زندگیوں اور تعلیمات کا تقابلی اور ہمدردانہ اور بعد کے مراحل میں ان کے اخلاقی نظاموں اور فلسفوں کا مطالعہ شامل ہونا چاہیئے۔ اچھے اخلاق سماجی خدمات اور سچی دیش بھگتی پر سبھی مدارج میں مسلسل زور دیا جانا چاہیئے۔

(۱) ہم یہ نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ کسی بھی تعلیمی اسکیم میں گھر کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیئے۔ اور ہم تجویز کرتے ہیں کہ اشتہارات تقریبوں، سینما اور رضا کارانہ اداروں کے ذریعہ ہمارے گھروں کے نقائص اور خامیاں واضح کی جانی چاہئیں اور یہ بھی بتایا جانا چاہیئے کہ انہیں کیونکر دور کیا جا سکتا ہے۔

(۲) جیسا کہ یونیورسٹی تعلیم کے کمیشن (رادھا کرشنن کمیشن) نے کہا تھا۔ بہتر یہ ہوگا کہ تمام تعلیمی اداروں میں ہر روز کام کا آغاز اس رسم میں ایک مشترکہ ہال میں چند منٹوں کی خاموش بھگتی سے کیا جائے۔

(۳) پرائمری سے لے کر یونیورسٹی کے تمام درجوں کے لئے موزوں کتابیں تیار کی جانی چاہئیں۔ جن میں تقابلی اور ہمدردانہ طور پر سبھی مذاہب کی بنیادی باتیں اور عظیم مذہبی پیشواؤں مہاتماؤں، صوفیوں اور فلسفیوں کی زندگیوں اور تعلیمات کا نچوڑ مختصراً بیان کیا گیا ہو۔

(۴) اچھا اخلاق سکھانے اور ادب و احترام اور انکسار کے اوصاف کو جاننے کی بابت ملک میں اشد ضرورت ہے۔ انکے فروغ دینے پر خاص توجہ دینی چاہیئے۔ شمالی ہندوستان کے مسلم مولویوں جیسے اساتذہ سے صحیح اخلاق سیکھنے کے روایتی طریقوں کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیئے۔

(۵) ہر درجے میں جسمانی تربیت کی کوئی نہ کوئی صورت لازمی ہونی چاہیئے۔

تعلیمی ڈھانچہ

کمیٹی نے اخلاقی اور روحانی قدروں کی تعلیم کے ابتدائی مرحلے کے لئے جو اقدامات تجویز کئے ہیں ان میں طلباء کا مل کر گانا، پیغمبروں، اوتاروں اور مہاتماؤں کی زندگیوں اور تعلیمات سے متعلق سادہ اور دلچسپ کہانیاں، اہم مذاہب سے البتہ آرٹ اور فن تعمیر پر سماجی و بصری نمائش۔ جذبۂ خدمت کی تلقین اور جسمانی تعلیم شامل ہیں۔ ایک ہفتہ میں دو پیریڈ اخلاقی تعلیم کے لئے رکھے جانے کا مشورہ دیا گیا ہے

ثانوی درجہ

ثانوی درجہ کے لئے جو تجاویز کی گئی ہیں ان میں صبح کا اجتماع، دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کی اصل تعلیمات، چھٹیوں کے دوران میں اور کلاس کے وقت کے بعد منظم سماجی خدمات شامل ہیں۔ اس امر کی بھی سفارش کی گئی ہے کہ اسکولوں میں طلباء کی مجموعی جانچ کرتے وقت چال چلن کے اوصاف کا لازمی طور پر لحاظ رکھا جانا چاہیئے۔

یونیورسٹی کے درجہ کے لئے کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ مختلف مذاہب کا عام مطالعہ ڈگری کلاسوں کے عام تعلیمی نصاب کا لازمی حصہ ہونا چاہیئے۔

رادھا کرشنن کمیشن کی سفارش کا ذکر کرتے ہوئے کمیٹی نے تجویز کیا ہے کہ ڈگری نصابات کے پہلے اور دوسرے برس مذہب اور مقدس کتابوں کی تعلیم دی جانی چاہیئے۔ مذہب کے تقابلی مطالعے کے ایک پوسٹ گریجوایٹ نصاب کے اجراء پر بھی زور دیا گیا ہے۔

آئینی دفعات

آئین کی دفعات ۲۸، ۲۹، ۳۰ متعلقہ مذہبی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے کمیٹی نے کہا ہے کہ ان میں جن اصولوں کو مد نظر رکھا گیا ہے وہ ان میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتے

یہ ظاہر ہے کہ کلیتہً سرکاری خرچ پر چلنے والے تعلیمی اداروں میں کسی مذہب کی تعلیم نہیں دی جائے گی۔ البتہ سرکار حسب دستور ایسے اداروں کی امداد کرتی رہے گی جہاں کسی وقف کے تحت مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔ آئین کی مذکورہ دفعات میں یہ بھی درج ہے کہ کسی ادارے میں کسی شخص کو مذہبی کلاسوں میں شمولیت پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ آئین کے تحت اقلیتوں کو چاہے وہ مذہب پر مبنی ہوں اور چاہے زبان پر اپنی مرضی کے تعلیمی ادارے قائم کرنے کے پورے حقوق حاصل ہیں۔ سرکار کو انہیں گرانٹ دینے سے باز نہیں رکھا گیا ہے۔

آئین کی اس شرط کا ذکر کرتے ہوئے کہ وقف کے تحت اداروں میں دی جانے والی مذہبی تعلیم میں مداخلت کی جانی چاہیئے چاہے ان اداروں کو امداد ہی کیوں نہ ملتی ہو کمیٹی نے کہا کہ جس قسم کی تعلیم کی اس نے سفارش کی ہے وہ سبھی اداروں میں دی جانی چاہیئے۔ اگر کسی ادارے میں کسی خاص مذہب کی تعلیم خصوصی طور پر دی جاتی ہے تو وہ کمیٹی کی تجویز کردہ تعلیم کے علاوہ ہوگی۔

کمیٹی نے واضح کیا ہے کہ اس میں ضمیر کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ مجوزہ تعلیم کردار کی تعمیر اور صحیح شہری بنانے کے لئے ضروری ہے۔ اور کمیٹی اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ کسی مذہبی گروہ کے احساسات کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتی

خراب ماحول

کمیٹی کے ارکان نے بیان کیا ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بڑی بے چینی اور گڑبڑ دیکھنے میں آتی ہے۔ ڈسپلن مفقود ہے بہت سی جگہوں پر با اختیار لوگ بھی آپس میں روٹھے جھگڑتے پائے جاتے ہیں اور اس طرح وہ ماحول جس میں ہمارے نوجوانوں کو تعلیم دی جا رہی ہے، خراب ہوا جاتا ہے۔ طلبہ جنہیں اپنا وقت اور دھیان پڑھائی میں لگانا چاہیئے اکثر سماج دشمن سرگرمیوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اساتذہ اور طلباء کے درمیان ذاتی لگاؤ نہیں رہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ باہمی محبت اور ہمدردی کا فقدان ہو گئی ہے۔ اسکول کے باہر جو تخریب پسند طاقتیں سرگرم ہیں وہ حالات پر کافی اثر انداز ہوتی ہیں موجودہ صورت حال کے لئے صرف نوجوانوں کو ملزم گردانا ٹھیک نہیں ہوگا کیونکہ وہ ہر لحظہ بالغوں کی قدروں سے معیار اور گھر بیکار وبار یہ زندگی میں سیاست میں اور دیگر شعبوں میں ان کے طور طریق سے اثر لے رہے ہیں۔

کمیٹی کے خیال میں تعلیم کو کلیتہً گھر اور قوم پر چھوڑ دینا مناسب نہیں ہوگا کیونکہ اس طرح نوجوانوں کو مذہب سے محض رسمی رغبت رہ جائے گی وہ اخلاقی تعلیمات اور روحانی اقدار کو نظر انداز کریں گے۔

معلّم کا کردار

کمیٹی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ بہت کچھ ماحول پر منحصر ہے اور اچھا ماحول صرف اچھے معلم ہی پیدا کر سکتے ہیں اسلئے معلموں کی بھرتی اور تربیت میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ تنخواہ میں اضافہ کے ساتھ ہی معلم کا رتبہ بڑھانا اور وہ عزت و احترام جو اسے پرانے وقتوں میں حاصل تھا بحال کرنا ضروری ہے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر بھگوان داس کی "تمام مذاہب کا لازمی اتحاد" (۱۵)

اور مولانا ابوالکلام آزاد کی قرآن کی تفسیر "ترجمان القرآن" اسی طرز فکر کی مظہر ہیں جو کمیٹی۔ کے ممبران چاہتے ہیں کہ باہمی مذہبی مفاہمت کے معاملات میں اختیار کیا جائے۔

کمیٹی نے طلباء کو سچی اخلاقی قدریں سکھائے جانے کی ضرورت پر بھی زور دیا ہے۔ تاکہ سرکاری اور کاروباری زندگی میں پائی جانے والی بداعمالی اور بے ایمانی کا انسداد ہو سکے۔ اچھے اطوار کی تلقین پر بھی زور دیا گیا ہے۔

کمیٹی کے ارکان نے نوجوانوں میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا کرنے کی اہمیت بھی واضح کی ہے

کمیٹی نے کہا ہے کہ ہمارے سماج میں آج مذہب کو بڑی اہمیت حاصل ہے ہمیں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنا لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیے کتنی شرم کی بات ہے کہ ہمارے نام نہاد تعلیم یافتہ لوگ اپنے اور دوسروں کے مذہب کی تعلیمات اور سورماؤں سے بھی بے بہرہ ہیں۔ دوسرے ملکوں میں مذہب کے بدترین نکتہ چین بھی اپنی مذہبی کتابوں سے بخوبی واقف ہوتے ہیں

رپورٹ میں اس بات پر اظہار کیا گیا ہے کہ حالیہ سالوں میں ماہرین تعلیم نے جسمانی تعلیم اور غیر نصابی سرگرمیوں کی اہمیت کا احساس کر لیا ہے ایسی سرگرمیوں کے ذریعہ اخلاقی قدروں کی تعلیم کی کافی گنجائش ہے۔ لیکن اس ضمن میں بہت کچھ کیا نہیں جا رہا ہے۔

(الجمعیۃ دہلی ۲۹ر جنوری ۱۹۶۰ء)

تحریک جدید کے دفتر اوّل سال ۲۶ اور دوم کے سال ۱۶ کا ۱/۲ اخانک سو فیصدی وعدہ

ادا کرنے والے احباب کی تیسری فہرست

دفتر اول سال ۲۶

۱۔ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ قادیان ۔/۵۸
۲۔ مکرم عبد العظیم صاحب جلد ساز " ۱۱-۸۱
۳۔ " بابا بھاگ صاحب قادیانی " ۱۲۴-۵۰
۴۔ " سید محمود موسے صاحب مبلغ " ۱۰-۶۸
۵۔ اہلیہ صاحبہ مکرم محمد عبد اللہ صاحب
بی۔ ایس۔ وی حیدر آباد ۱۸-۶
۶۔ مکرم مولوی محمد عثمان صاحب۔ والد
مکرم محمد عبد اللہ صاحب ۵-۰۰
۷۔ والدہ صاحبہ " " ۵-۰۰
۸۔ مکرم محی الدین صاحب غوری
حیدر آباد ۴۰-۵۰
۹۔ " محمد اسمٰعیل صاحب غوری یادگیر ۵۸-۰۰
۱۰۔ " بابو محمد رفیق صاحب مدراس ۱۱۷-۰۰
۱۱۔ " بابو عبد الرزاق صاحب گونٹور ۴۲-۵۰
۱۲۔ " امام علی صاحب اودھے پورکٹیا ۱۷-۰۰
۱۳۔ بی بی صالح خاتون صاحبہ بیگو سرائے ۵۱-۰۰
۱۴۔ مکرم سید حمید الدین صاحب جمشید پور ۲۲-۵۰
۱۵۔ " سید اعتشام الدین صاحب " ۶-۲۵
۱۶۔ " وی ایم عبد الرحیم صاحب خمو گہ ۱۲-۲۵
۱۷۔ " سید محمد یونس صاحب آف
سونگھڑہ ۸-۰۰
۱۸۔ " بابو محمد یوسف صاحب جموں ۸-۲۵

دفتر دوم سال ۱۶

۱۔ مکرم بابا عطا محمد صاحب قادیان ۶-۳۷

۲۔ مکرمہ اہلیہ بابا نور احمد صاحب قادیان ۵-۰۷
۳۔ مکرم منشی عبد الرحیم صاحب قادیانی " ۵-۷۵
۴۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ عبد العظیم صاحب
جلد ساز " ۵-۶۲
۵۔ مکرم نذیر احمد صاحب ٹیلر " ۶-۲۵
۶۔ اہلیہ صاحبہ چوہدری
عبد الحق صاحب " ۵-۶۲
۷۔ مکرم بابا فضل احمد صاحب " ۱۱-۱۲
۸۔ اہلیہ خلیل الرحمن صاحب " ۵-۶۲
۹۔ اہلیہ مولوی ابو الوفا صاحب " ۶-۵۰
۱۰۔ اہلیہ حکیم محمد دین صاحب " ۱۳-۶۱
۱۱۔ والدین شہامت علی صاحب " ۵-۰۰
۱۲۔ مکرم صوفی علی محمد صاحب " ۵-۰۰
۱۳۔ " سید منیر اللہ صاحب ابن
سید عبد الہادی صاحب
حیدر آباد ۵-۰۰
۱۴۔ اہلیہ عبد الصمد صاحب شموگہ ۵-۰۰
۱۵۔ مکرم عبد الرؤف صاحب " ۶-۰۰
۱۶۔ اہلیہ " " ۵-۰۰
۱۷۔ مکرم عبد الحبیب صاحب گلبرگہ
یادگیر ۸-۰۰
۱۸۔ مکرم رحمت اللہ صاحب غوری " ۱۰-۵۰
۱۹۔ " نصرت اللہ صاحب غوری " ۵-۸۸
۲۰۔ امۃ النصیر اہلیہ بشیر الدین احمد
صاحب یادگیر ۵-۰۰
۲۱۔ مکرم ماسٹر محمد صابر صاحب آسنور ۵-۲۵
۲۲۔ " اسرار محمد صاحب رائے ۴۲-۰۰
۲۳۔ " افزار محمد صاحب " ۴۴-۰۰
۲۴۔ بسم اللہ بیگم صاحبہ " ۱۰-۰۰
۲۵۔ مکرم دیدار محمد صاحب " ۵-۰۰
۲۶۔ " اے اکرو صاحب الگنور ۷-۰۰
۲۷۔ محمد شہاب الدین صاحب مرحوم
بیگو سرائے ۱۲-۵۰
۲۸۔ " سید غلام ابراہیم صاحب کٹک ۶-۰۰
۲۹۔ محمودہ بی بی صاحبہ اہلیہ
مکرم خان صاحب " ۵-۰۰
۳۰۔ مکرم یعقوب خان صاحب کیرنگ ۵-۰۰
۳۱۔ خدیجہ خاتون صاحبہ " ۵-۰۰
۳۲۔ طاہرہ بی بی صاحبہ " ۵-۰۰
۳۳۔ مکرم حضرت منڈرا سگر صاحب ہبلی ۶-۰۰
۳۴۔ " عبد الرزاق صاحب کتورہ ۵-۰۰
۳۵۔ " حسن محمد صاحب پارکوٹ ۵-۵۰
۳۶۔ " دوست محمد صاحب " ۵-۰۰
۳۷۔ " نیک محمد صاحب " ۵-۰۰
۳۸۔ " لال دین صاحب " ۷-۵۰
۳۹۔ " دل محمد صاحب " ۵-۲۵
۴۰۔ " رشید محمد صاحب " ۵-۵۰
۴۱۔ " عبد السلیم صاحب " ۶-۵۰
۴۲۔ " عبد الرزاق صاحب " ۵-۲۵

۴۳۔ مکرم فضل الرحمن صاحب چودوار ۶-۰۰
۴۴۔ " مستری غلام رسول صاحب چمبہ ۲۵-۰۰
۴۵۔ " شیخ نبی اسمٰعیل صاحب
شو بھنڈار ۳۷-۱
۴۶۔ " کے پی زبیر صاحب
کلیا جری ۸-۰۰
۴۷۔ مکرم نسیم اللہ صاحب قادیان ۱۲-۵۰
۴۸۔ بھائی محمد عبد اللہ صاحب " ۵-۹۳
۴۹۔ مکرم حافظ عبد العزیز صاحب " ۵-۹۹
۵۰۔ " ملک خیر الدین صاحب " ۵-۹۴
۵۱۔ " ملک محمد شمس الدین صاحب
کرونا گاپلی ۱۰-۰۰
۵۲۔ " مولوی کلیم الدین صاحب
ملک پور کھیڑہ ۶-۷۵

وکیل المال تحریک جدید قادیان

امروہہ میں ایک کامیاب تبلیغی جلسہ

مورخہ ۱۷؍ جنوری یوم تبلیغ کے ساتھ مقامی طور پر تبلیغی جلسہ کا بھی پروگرام تھا۔ جس کی دعوت غیر احمدی دوستوں کو انفرادی و اجتماعی طور پر دی گئی تھی۔ چنانچہ ساڑھے چھ بجے بوقت شب تلاوت قرآن کریم و نظم کے ساتھ جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے مکرم ضمیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ نے موجودہ دور اور ہماری ذمہ داریوں کے تحت تقریر کی۔ آپ نے بیان فرمایا کہ اس عہد میں خالق و مخلوق کا رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔ اور دراصل انسانی زندگی کا اصل مقصد اپنے خالق حقیقی سے گہرا پیوند اور تعلق قائم کرنا ہے۔ جب لوگ اس تعلق کو ختم کر دیتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ تب اللہ تبارک و تعالےٰ اپنے کسی برگزیدہ کو مبعوث کرتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو غیر اللہ کی محبت سے پاک کر کے آستانہ الٰہی پر لا ڈالے۔ اسی غرض کے مطابق اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا۔ تا پھر روحانی بادشاہت قائم ہو۔

آپ نے بیان کیا کہ جماعت احمدیہ اور دیگر لوگوں میں بیّن فرق یہی ہے کہ وہ تعلق باللہ سے محروم اور احمدی تعلق باللہ سے فیضیاب ہیں۔ آپ نے احمدی احباب کو تلقین کی کہ سب دوستوں کو اس تعلق کو مضبوط کرنا چاہیئے۔ اپنا عمل نمونہ نہایت اعلیٰ بنانا چاہیئے۔ تا لوگ خود بخود ہماری طرف کھینچے چلے آئیں۔

ازاں بعد خاکسار نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر تقریر کی۔ خاکسار نے زمانہ کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے بتایا کہ موجودہ زمانہ متقاضی تھا اس امر کا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی مصلح پیدا ہو۔ اور لوگوں کو جو وہ گناہوں کے گند سے پاک کرے اور ہر فرد بشر منتظر تھا کہ آنے والا آئیگا اور ہماری رہنمائی فرمائے گا۔ ہندو سری کرشن جی کے انتظار میں تھے اور عیسائی حضرت مسیح کی راہ تک رہے تھے۔ اور مسلمان حضرت مہدی علیہ السلام کو آنے کی دعوت دے رہے تھے گویا اک عالم تھا کہ بے قرار و بے چین۔ لیکن جب وہ خدا کا جری ان سب بزرگوں کے حلیوں میں ظاہر ہوا تو اکثر نے ماننے سے انکار کر دیا۔

اس موقعہ پر خاکسار نے مکفرین و مکذبین علماء کے فتوے پڑھ کر سنائے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوائل زمانہ کے الہامات پیشگوئیاں پڑھ کر سنائیں۔ اور جماعت کی ترقی کا ذکر کیا۔ اب تو خدا کے فضل سے دنیا کا کوئی ملک اور حصہ ایسا نہیں جس میں احمدی لوگ نہ پائے جاتے ہوں۔ بعدہ دعا جلسہ برخواست ہوا۔

اختتام پر خاکسار نے ایک لمبی دعا کرائی۔ اختتام جلسہ پر مکرم محمد اللہ صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ امروہہ نے حاضرین جلسہ کی چائے سے تواضع کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

آخر میں احباب جماعت سے مؤدبانہ درخواست دعا ہے۔

خاکسار:-
سید منظور احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ
مقیم امروہہ

اعلان برائے وعدہ کنندگان

بمد تعمیر چاردیواری بہشتی مقبرہ

پیشتر ازیں جن احباب کی طرف سے تحریک چندہ چاردیواری میں وصول ہوتی رہی ہے۔ اُن کے نام اخبار بدر میں بغرض دعا شائع کروائے جا رہے ہیں۔ اور وصولی کی آخری فہرست بدر مورخہ ۱۲/۳۱/۵۹ میں شائع ہو چکی ہے۔ اسکے بعد جن دوستوں کی طرف سے اس مبارک تحریک میں نئے وعدے یا وصولی کی رقوم موصول ہوئی ہیں کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جملہ وعدہ کنندگان اور نقد ادا کرنے والے احباب کو جزائے خیر دے۔ اور اُن کے مال اور ایمان و اخلاص میں برکت ڈالے۔ آمین۔

چونکہ چاردیواری بہشتی مقبرہ کی چوتھی دیوار کی تعمیر کا کام عنقریب شروع کروایا جانے والا ہے۔ اسلئے جن احباب نے اس تحریک میں وعدے کئے ہیں۔ لیکن تاحال ادائیگی نہیں کر سکے انکی خدمت میں اعلان ہذا کے ذریعہ گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے وعدوں کی سونی صدی یا دائیگی کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ نیز جن دوستوں نے تاحال اس تحریک میں کوئی وعدہ نہیں کیا ان کے لئے بھی ابھی موقعہ ہے کہ وہ اس بابرکت تحریک میں شامل ہو کے ثواب سے محروم نہ رہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام	وعدہ	وصولی	بقایا
۱	مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر	۱۲۸/-	۱۲۸/-	—
۲	لجنہ اماء اللہ ،،	۱۰۰/-	۸۳/-	۱۷/-
۳	مکرم شرافت احمد خان صاحب ایڈوکیٹ کٹک	۱۰۰/-	۱۰۰/-	—
۴	جماعت احمدیہ اوڈیشہ	۱۰۰/-	۳۰/-	۷۰/-
۵	مکرم فضل الرحمٰن صاحب ،،	۱۰۰/-	۱۰۰/-	—
۶	،، عبدالرزاق صاحب محمڑگڑھ	۱۰۰/-	۱۰/-	۹۰/-
۷	،، عبدالحلیم صاحب چارکوٹ	۱۰۰/-	۵۰/-	۵۰/-
۸	،، ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب مظفرپور	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۹	،، ڈپٹی محمد ایوب صاحب رانچی از طرف [illegible] الدین مرحوم	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۱۰	،، ڈاکٹر عبدالسلام صاحب صدر شعبہ ریاضیات امپیریل کالج لنڈن (لندن) از طرف والدین	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
		۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۱۱	،، محمد ظفر الاسلام صاحب بمبئی	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۱۲	،، ڈاکٹر شمیم احمد صاحب آرہ	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۱۳	،، مستری محمد اسمٰعیل صاحب درویش قادیان	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۱۴	،، کریم خان صاحب محمڑگڑھ	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۱۵	،، محمد اسمٰعیل صاحب غوری یادگیر	۱۲۶/-	—	۱۲۶/-

انتقال پُر ملال

افسوس محترم حکیم میر غلام محمد صاحب پراونشل امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی اہلیہ صاحبہ محترمہ ہاجرہ بیگم مورخہ ۵ر جنوری سنہ ۶۰ء کو بعمر ۴۰ سال وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ پابند صوم و صلوٰۃ ہونے کے علاوہ نیک اور اعلیٰ اخلاق کی مالکہ تھیں

مورخہ ۵ر جنوری کو گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر مرحومہ عصر کی نماز کی خاطر وضو کرنے کے لئے غسل خانہ میں گئیں۔ وضو کے ساتھ ہی غسل بھی کیا۔ اور کپڑے وغیرہ ابھی صرف زیب تن کئے مگر جوتا پہنتے ہی دل کی تکلیف کا دورہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ وہیں بیٹھ گئیں اور باہر آواز دی کہ مجھے اپنے کمرے میں لے جاؤ تاکہ میں نماز ادا کر سکوں۔ کمرے میں پہنچ کر مرحومہ کی تکلیف بڑھ گئی اور اسی تکلیف میں ساڑھے گیارہ بجے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے چار لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت اور درویشان

ختم ملاحظہ ہو

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

نوٹ:۔ مندرجہ ذیل عہدیداران کی منظوری ۳۰/۴/۶۲ تک ہے۔

بڈھانوں

مولوی نوردین صاحب پریذیڈنٹ و سیکرٹری امور عامہ و خارجہ جماعت احمدیہ بڈھانوں ڈاکخانہ ریکی بان (پونچھ)

دوست ... سیکرٹری دعوت و تبلیغ ،، ،، ،،
میاں دین محمد صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت ،، ،، ،،
محمد عبداللہ صاحب شاکر سیکرٹری مال ،، ،، ،،

پونچھ شہر و شیندرہ

محمد صدیق صاحب فانی ناظر ڈی سی آفس پونچھ پریذیڈنٹ و سیکرٹری امور عامہ و خارجہ جماعت احمدیہ پونچھ شہر و شیندرہ (پونچھ)

میاں بہادر صاحب شیندرہ وائس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ،، ،،
مولوی کرم دین صاحب سیکرٹری دعوت و تبلیغ و سیکرٹری تعلیم و تربیت ،،
محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری مال ،،

گورسائی

مولوی احمد دین صاحب پریذیڈنٹ و سیکرٹری تعلیم و تربیت و سیکرٹری مال جماعت احمدیہ گورسائی (پونچھ)

مولوی عبدالقادر صاحب سیکرٹری دعوت و تبلیغ ،، ،،
قاضی محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری امور عامہ و خارجہ ،، ،،

مظفرپور

ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب ایم بی بی ایس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مظفرپور محلہ کلب نمبر ۵ (بہار)
شاہ خباب احمد صاحب سیکرٹری دعوت و تبلیغ و سیکرٹری تعلیم و تربیت ،، ،،
سید داؤد احمد صاحب سیکرٹری مال ،، ،،

صوبائی مجلس عاملہ کشمیر

مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ جنرل سیکرٹری صوبائی مجلس عاملہ کشمیر
شیخ محمد احسن صاحب صدر جماعت احمدیہ ماندوجن ممبر ،، ،،

بھاگلپور

ڈاکٹر محمد یونس صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھاگلپور (بہار)
عابد حسین صاحب سیکرٹری مال ،، ،، ،،

(ناظر اعلیٰ قادیان)

یوم التبلیغ کی رپورٹیں

مورخہ ۱۷ر جنوری کو نظارت دعوت و تبلیغ کے اعلان کے مطابق مختلف جماعتوں کی طرف سے جو اپنے یہاں خاص اہتمام سے یوم التبلیغ منانے کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ جو عنقریب شائع کی جائیں گی۔ جن جماعتوں نے تاحال ابھی رپورٹیں نہیں بھجوائیں وہ بھی جلد بھجوا دیں۔ تا احباب جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں سے مرکز کو اطلاع ہونے کے ساتھ ان رپورٹوں کا خلاصہ اخبار بدر میں بھی بغرض تحریک دعا شائع کیا جا سکے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نوٹ: قادیان سے مرحومہ کے لئے نماز جنازہ غائب ادا کرنے اور ان کے حق میں دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے مرحومہ کی ان چھوٹی بچیوں کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

محترم امیر صاحب بھی کافی عرصہ سے علیل چلے آ رہے ہیں ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا فرمائی جاوے۔

خاکسار عبدالحمید ٹاک۔ سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ یاڑی پورہ۔ کشمیر۔

تبصرہ

چنڈی گڑھ ۳۱ جنوری ۔ نیپال کے وزیر اعظم شری بی پی کوئرالہ نے آج بیان کیا کہ سرحدی جھگڑے پر بھارت اور چین میں کوئی جنگ نہ ہوگی اور امید ہے کہ دونوں دیشوں میں جھگڑا پرامن طور پر طے ہو جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بین الاقوامی فضا اب بہتر ہو گئی ہے۔ اور کشیدگی تیزی سے کم ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کا نیپال اور بھارت کے مابین مشترکہ دفاع کا کوئی ارادہ نہیں۔ کیونکہ فوجی گٹھ جوڑ بالکل فضول ہیں۔ اور خاص کر ہمارے دیشوں کے درمیان جو کہ ایک دوسرے کے دوست ہیں پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بھارت اور نیپال میں مشترکہ دفاع بالکل غیر ضروری ہے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا۔ کہ بھارت چین سرحدی جھگڑے کو طے کرنے کے لئے نیپال کیا حصہ ڈالے گا تو وزیر اعظم نے کہا۔ ہم کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتے جس سے ہمارے پڑوسیوں چین اور بھارت کی مشکلات بڑھیں۔

پیرس ۳۰ جنوری ۔ الجیریا میں باغی فرانسیسی آبادکاروں کے ایک لیڈر مسٹر پیری لاگیلارڈ نے اعلان کیا ہے۔ کہ انہوں نے فرانس سرکار کا یہ الٹی میٹم ٹھکرا دیا۔ کہ وہ غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ الٹی میٹم اس حصہ کی توہین ہے جنہوں نے الجیریا کو فرانس کا حصہ بنائے رکھنے کے لئے گزشتہ پانچ برسوں میں جانیں قربان کی ہیں۔ اس لئے ہم نے یہ الٹی میٹم ٹھکرا دیا ہے ایک اور اطلاع ہے کہ فرانس سرکار کے حمایتی پیراشوٹ فوجیوں نے آبادکاروں کے قلعہ بند ہیڈکوارٹر کی ناکہ بندی شروع کر دی ہے۔ اور ان کی طرف لوگوں کو آنے جانے کی ممانعت کر دی گئی ہے

لکھنؤ ۔ ۳۱ جنوری ۔ معلوم ہوا ہے کہ تبت سرحد کے ساتھ ساتھ سکیورٹی کے کڑے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ المورہ، گڑھوال اور ٹیہری گڑھی کے سرحدی اضلاع میں محکمہ رسانی کے مزید افراد بھیجے جا رہے ہیں تاکہ وہ وہاں کمیونسٹوں اور ان کے ساتھیوں کی ملک دشمنانہ سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھ سکیں۔ اور سرحدی دیہات کے لوگوں میں بے چینی پھیلانے کے سلسلہ میں کمیونسٹوں کی کوششوں کو ناکام بنایا جا سکے۔ حکام اور اضلاع سے پاس حاصل کئے بغیر سرحدی اضلاع میں داخلہ ممنوع قرار دیا جائے گا کسی غیر ملکی کو ان علاقوں میں گھسنے کی اجازت دی جائے گی

کمیونسٹوں نے سرحدی علاقوں میں گھسنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ کمیونسٹوں نے سرحدی علاقوں میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے نام نہاد۔ تمدنی سنستھائیں قائم کر رکھی ہیں۔ ان سنستھاؤں پر کڑی نگاہ رکھی جائے گی۔

چنڈی گڑھ ۳۰ جنوری ۔ آل انڈیا ودیارتھی پریشد کی پنجاب برانچ کی سالانہ میٹنگ میں بعض تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں طلبار کی ہڑتال اور اس سے مجبور ہو کر تعلیمی اداروں کو بند کئے جانے کی صورت حال پر غور کیا گیا۔ اور قرار دیا گیا۔ کہ یہ صورت حال ان اداروں میں پارٹی پالیٹکس کے عمل دخل اور طلبار کی قدیم کلچرل روایات اور تعلیمات سے بیگانگی اور علیحدگی کا نتیجہ ہے۔ پریشد نے مانگ کی۔ کہ تمام طلباء کے لئے تمام سکولوں پر لازمی۔ اخلاقی تعلیم جاری کی جائے۔ ایک اور ریزولیوشن میں مطالبہ کیا گیا۔ کہ یونیورسٹیوں کو سیاست سے مبرا رکھا جائے اور کہ اعلیٰ اخلاقی معیار و قابلیت کے لوگوں کو ہی یونیورسٹیوں میں بطور ٹیچر ملازم رکھا جائے اور انہیں معقول معاوضہ ملنا چاہیئے۔ تاکہ وہ دلجمعی سے قومی تعمیر کی طرف توجہ دے سکیں

نئی دہلی ۳۱ جنوری ۔ پتہ چلا ہے کہ مرکزی سرکار چھٹیوں کے متعلق تنخواہ کمیشن کی سفارشات کے سلسلہ میں اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر رہی ہے۔ خیال ہے کہ سیکریٹریٹ کے لئے وزارتی دفاتر میں پرانا سسٹم ضروری طور پر جاری کر دیا جائے گا۔ اور ۱۲ اختیاری چھٹیوں کی تعداد ۵ کر دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں سرکاری اعلان اگلے ماہ متوقع ہے۔

نئی دہلی ۳۱ جنوری ۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے کل دلی کے پبلک جلسہ میں کہا کہ میں اپنے ملک کو کمزور نہیں سمجھتا۔ بھارت اپنی آزادی کی بخوبی حفاظت کر سکتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ کچھ لوگ گھروں میں آرام سے بیٹھ کر محض ریزولیوشن پاس کریں اور یہ تصور کر لیں کہ جنگ لڑنا محض فوج کا کام ہے اگر موجودہ وقتوں میں جنگ ہوئی۔ تو وہ صرف سرحدوں پر محدود نہیں رہے گی۔ بلکہ شہروں میں پھیل جائے گی۔ جنگ کی صورت میں شہروں پر بمباری ہوگی اگر ایسا ہوا تو ہر بچے کو سپاہی کا پارٹ ادا کرنا ہوگا۔ اس مرحلہ پر تمام لوگوں کو کمربستہ ہو کر ملک کی یک جہتی کے تحفظ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اگر کچھ مشکلات برداشت کرنی پڑیں تو انہیں بلا احتجاج برداشت کیا جائے گا۔ اگر کوئی غیر ملکی خطرہ پیدا ہوا تو ہمارے تمام اندرونی مباحثے بند ہو جانے چاہئیں۔ مرکزی ملازم تنخواہ کمیشن کی سفارشات کے خلاف جو احتجاج کر رہے ہیں۔

پنڈت نہرو نے اس پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ اس وقت تنخواہیں بڑھانے کا سوال نہیں ہونا چاہیئے۔ پنڈت نہرو نے مل جل کر کام کرنے پر زور دیا۔ وزیر اعظم نے ۱۰۰ منٹ کی تقریر میں بلند حوصلگی کی اہمیت پر خاص زور دیا۔ اور دوسرے ملکوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنے کی شدید مخالفت کی انہوں نے کہا کہ اگر ہم نے کسی ایک فوجی بلاک کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا تو فوراً دوسرے بلاک کے ملکوں کی دشمنی مول لینا پڑے گی۔

ٹریونڈرم ۔ ۳۱ جنوری ۔ کیرل کے ۶۲ لاکھ ووٹر یکم فروری کو نئے انتخابات میں حصہ لینے والے ہیں۔ پولنگ ایک ہی دن میں ختم ہو جائے گا۔ گزشتہ عام انتخابات میں ۸۱ لاکھ ووٹ تھے۔ اور ۶۔۶۶ فیصدی نے پولنگ میں حصہ لیا تھا۔ چناؤ کا انتظام کرنے کے لئے دیگر صوبوں سے بھی تقریباً پانچ ہزار پولیس کرمچاری بلائے گئے ہیں۔ کل ۱۲۶ سیٹوں کے لئے ۳۱۲ امیدوار لڑ رہے ہیں۔ کمیونسٹ پارٹی نے ۱۰۱ سیٹوں پر اپنے امیدوار کھڑے کئے ہیں۔ اور ۱۷۵ آزاد امیدواروں کی امداد کر رہی ہے۔ متحدہ محاذ میں سے کانگرس نے ۸۱ پر۔ پرجا سوشلسٹ پارٹی نے ۳۳ اور مسلم لیگ نے ۱۲ سیٹوں پر امیدوار کھڑے کئے ہیں۔ انقلابی سوشلسٹ پارٹی ۱۸ پر۔ سوشلسٹ پارٹی ۴ پر۔ اور جن سنگھ ۳ نشستوں پر چناؤ لڑ رہا ہے۔ ۲۲ امیدوار آزادانہ طور پر کھڑے ہیں۔ ۸۱ سیٹوں پر سیدھا مقابلہ ہے اور ۲۷ سیٹوں پر سہ گونہ لڑائی ہے۔ ووٹروں میں عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔ اور اس دفعہ یہ امید کی جا رہی ہے کہ عورتیں بھاری تعداد میں چناؤ میں حصہ لیں گی۔ کیرل میں ۱۹۵۷ء کے بعد کل تیسری بار عام انتخابات ہو رہے ہیں۔

الہ آباد ۳۱ جنوری ۔ شری جے پرکاش نارائن نے کل الہ آباد میں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ صدر پاکستان جنرل ایوب نے بھارت کو مشترکہ ڈیفنس کی پیشکش کی ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان ایسا ڈیفنس معاہدہ ہونے سے پیشتر یہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہ کرنے کا اعلان کرنا ضروری ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ صدر پاکستان کی طرف سے پیش کی گئی مشترکہ ڈیفنس کی تجویز قابل غور ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ڈیفنس معاہدہ سے پہلے دونوں ملک ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہ کرنے کا اعلان کریں۔ آپ نے حاضرین سے اپیل کی کہ ایسے وقت میں جبکہ ملک کو زبردست کرائسس کا سامنا ہے۔ بھارت کی روایات کا تقاضا ہے کہ بھارت کے لوگ بلا تمیز ذات پات رنگ اور نسل متحد رہیں۔

نئی دہلی ۔ ۳۱ جنوری ۔ معلوم ہوا ہے کہ بھارت سرکار روس کی اس پیشکش پر غور کر رہی ہے۔ کہ تیسرے پانچ سالہ پلان میں روس کی مدد سے ہندوستان میں پہلا ایٹمی بجلی گھر قائم کیا جائے۔ روس کے اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین پروفیسر ایمیلیانوف فروری کے پہلے ہفتہ میں اس تجویز پر بھارت سرکار سے تبادلہ خیالات کرنے کے لئے نئی دہلی آ رہے ہیں۔ بھارت کے اٹامک انرجی کمیشن کے صدر ڈاکٹر بھابھا جو بات چیت میں بھارت سرکار کی نمائندگی کریں گے پہلے ہی نئی دہلی میں موجود ہیں۔ ہندوستان میں پہلا ایٹمی بجلی گھر احمد آباد اور بمبئی کے درمیان قائم ہوگا۔ اس کے لئے ابھی جگہ کا انتخاب نہیں کیا گیا۔ یہ بجلی گھر ۲۵۰۰۰۰ کیلو واٹ بجلی پیدا کرے گا۔

گوردا سپور ۳۱ جنوری موضع دھیانپور میں تقریر کرتے ہوئے پنجاب کے وزیر اعظم شری پرتاپ سنگھ کیروں نے بتایا کہ سیم زدہ علاقوں سے سیم کو اگلے دو تین برسوں میں ختم کر دینے کیلئے وسیع پیمانہ پر کھدوائی کی جائے گی۔ سیم زدہ علاقوں میں نالیوں کی کھدائی سب کے لئے لازمی فرض قرار دی جائے گی۔

ولادت

مورخہ ۲۵ جنوری کو مولوی بشیر احمد صاحب کالا افغاناں مینیجر اخبار بدر قادیان کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے پہلا لڑکا عطا فرمایا۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے آمین۔

(ایڈیٹر بدر)